

فرضیت

# فاتحہ

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)



رحمت اللہ ربانی



## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

**PDF** کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

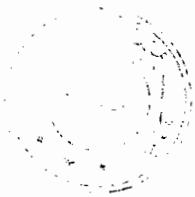
# فَرْضِیت

www.KitaboSunnat.com

# فاتحہ

عبدال

www.KitaboSunnat.com



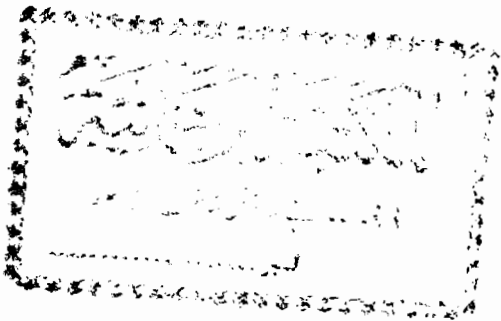
## رحمت اللہ ربانی





جملہ حقوق بحق مولف محفوظ ہیں

نام کتاب      فرضیت فاتحہ  
تالیف      مولانا رحمت اللہ ربانی  
تاریخ اشاعت      ستمبر 1999  
تعداد      ایک ہزار  
اشاعت فنڈ      www.KitaboSunnat.com  
ناشر      بیت الربانی  
مکان نمبر 14 گلی نمبر 11 الفیصل ٹاؤن فی بلاک (نزد مسجد بلال)  
غازی روڈ لاہور کینٹ فون : 6670152







## عرض مصنف

دین کے اندر تمام عبادات میں نماز کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ تمام انسان اور جنات اور فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہی پیدا ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون

ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی اہم عبادت ہے اور روز قیامت سب سے پہلے نماز ہی کی باز پرس ہوگی۔ نماز درست ہوگی تو دیگر اعمال میں رعایت برتی جائے گی۔ جس کی نماز درست نہ ہوئی اس پر سختی کی جائے گی۔

زکوٰۃ، روزہ تو سال کے بعد فرض ہوتے ہیں اور حج زندگی میں ایک بار فرض ہے، مگر نماز دن رات میں پانچ مرتبہ پڑھنا فرض ہے۔ اور پھر نماز کے اوقات اور نماز کا طریقہ فرض قرار دیا گیا ہے فرمایا

صلوا كما رايتموني اصلى (مشکوٰۃ باب الاذان)

نماز اس طریقہ پر پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ ہر نماز میں اور ہر رکعت میں سورت الحمد کی قراءت فرض قرار دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ پورے عالم اسلام میں ہر امام اپنے مصلیٰ پر پہلے سورت الحمد کی ہی قراءت کرتا ہے کبھی بھی دوسری سورت سے قراءت شروع نہیں کرتا۔ خواہ اہل حدیث ہو اور خواہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سب ہی نماز کو اسی سورت سے شروع کرتے ہیں اور تھلید کی رو میں آکر



فتویٰ اگرچہ اس کے خلاف دیتے ہیں۔ کوئی کتا ہے نماز میں ایک آیت مطلق فرض ہے، کوئی تین آیات پر نماز کا انحصار قرار دیتا ہے مگر طوعاً و کرہاً سب ہی فاتحہ سے نماز شروع کرتے ہیں۔ اے کاش کہ نماز میں اس سورۃ کی قراءت کی فرضیت کے بارے میں بھی تمام مسلمان راسخ العقیدہ ہو جائیں۔

یہ سورت نماز کی اصل اور جڑ ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ نبی ﷺ نے فرمایا لا صلوة لمن لم یقرء بفاتحة الكتاب امام او غیر امام نہیں نماز اس شخص کی جو نماز میں سورت فاتحہ نہیں پڑھتا امام ہو یا امام کا غیر ہو اور دوسری روایت میں ”خلف الامام“ کے لفظ بھی آئے ہیں یعنی اس کی نماز نہیں جو امام کے پیچھے سورت فاتحہ نہیں پڑھتا یہ دونوں حدیثیں امام بیہقی نے کتاب القراءة میں ص ۴۸-۵۶ پر ذکر کی ہیں اور یہ صحیح الاسناد احادیث ہیں زیر نظر رسالہ اس مسئلہ پر بحمد اللہ مدلل لکھا گیا ہے اس رسالہ کے مطالعہ سے اس سورۃ کی اہمیت بھی معلوم ہوگی کہ دین میں اس سورۃ کا کیا مقام ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہماری نمازیں قبول کرے مگر قراءت فاتحہ کے بغیر نماز مردود ہو گی۔

رحمت اللہ ربانی عفی اللہ عنہ



## نماز میں سورت فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔

نماز میں سورت فاتحہ کی قراءت کے بارے میں مسلمانوں کے دو گروہ بن گئے ہیں۔ ایک گروہ کا موقف ہے کہ سورت فاتحہ کا نماز میں پڑھنا فرض ہے اور اس کی فرضیت احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتی ہے۔ یہ اہل حدیث کا موقف ہے۔ دوسرا گروہ نماز میں سورت فاتحہ کی قراءت کے واجب ہونے کا قائل ہے۔ یہ گروہ فرض اور واجب میں فرق کرتے ہیں اور کہتا ہے کہ صرف امام اور منفرد پر واجب ہے۔ مقتدی پر نہیں۔ جبکہ اہل حدیث کا موقف ہے کہ فاتحہ کی قراءت امام مقتدی، منفرد ہر شخص پر نماز میں پڑھنا فرض ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ جو حکم کتاب اللہ سے ثابت ہو وہ تو فرض ہے کیوں کہ کتاب اللہ قطعی ہے اور جو حکم حدیث سے ثابت ہو وہ واجب ہے کیوں کہ حدیث ظنی ہے۔ گویا حنفیہ کے نزدیک حدیث سے ثابت شدہ حکم قرآن سے ثابت شدہ حکم کے مقابلہ میں کم درجہ کا ہے۔ جس کی تلائی سجدہ سو سے بھی ہو جاتی ہے نور الانوار ص ۲۱۔ مگر اہل حدیث کے نزدیک قرآن اور حدیث صحیح سے ثابت شدہ حکم میں کوئی فرق نہیں۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود

اگر چہ از حلقوم عبداللہ بود

کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے - من یطع الرسول فقد اطاع اللہ - نساء آیت

۸۷

جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا اور نیز فرمایا نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے، اللہ کے حکم سے - النساء آیت ۶۴۔ اور فرمایا جو کچھ تم کو دیں رسول لے لو اور جس چیز سے وہ روکیں تم کو پس رک جاؤ۔ الحشر آیت ۷۔ ان دلائل سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ خواہ قرآن کے ذریعے

کوئی حکم دیں یا حدیث کے ذریعے وہ فرض ہی ہوتا ہے اور ان میں کچھ بھی فرق نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر نمازوں کی رکعات کی تعداد آپ نے حکم حدیث کے ذریعے بتائی ہیں، کیا اتنی رکعات پڑھنی فرض نہیں ہیں کیا ان کی تلافی سجدہ سمو سے ہو جائے۔ گی قرآن مجید میں تو تعداد رکعات کا ذکر نہیں ہے اور نماز پڑھنے کا طریقہ جو رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے کیا فرض نہیں ہے یقیناً فرض ہے۔ ایک حدیث میں ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا ”اقض بیننا بکتاب اللہ“ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کریں تو آپ نے ان کا مقدمہ سن کر فرمایا

اما والذی نفسی بیدہ لا قضین بینکما بکتاب اللہ

خبردار میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا پھر آپ نے یہ فیصلہ کیا

اما ابنک فعلیہ جلد مائتہ وتغریب عام

خبردار تیرے لڑکے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلا وطن بھی کیا جائے گا۔ بخاری مسلم، مشکوٰۃ حصہ دوم ۳۰۹

اب ذرا غور کریں آپ نے فرمایا میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا اور آپ نے جلا وطنی کا بھی فیصلہ کیا بتاؤ کیا کنوارے زانی کے لئے جلا وطنی کا حکم قرآن مجید میں ہے۔؟ جواب نفی میں ہے تو اب بتلاؤ کہ آپ کی زبان سے نکلا ہوا حکم کتاب اللہ ہوا کہ نہ یقیناً آپ ﷺ نے جو فرمایا خواہ وہ حدیث ہی میں ہو۔ فرض ہے واجب نہیں، جسے حنفیہ فرض سے گھٹیا درجہ کا بتاتے ہیں۔ ان دلائل سے معلوم ہوا حنفیہ کا یہ قانون غلط ہے کہ جو حکم حدیث سے ثابت ہو قرآنی حکم کے مقابلہ میں کم درجہ کا ہے اور تعجب کی بات ہے کہ حنفیہ نے یہاں امام ابو حنیفہؒ کی تقلید چھوڑ دی کیونکہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تو نماز میں مطلقاً ایک آیت فرض ہے ادنیٰ ما یجزی من القراءۃ فی

الصلوة آية عند ابی حنیفہ۔ ہدایہ جلد اول ص ۸۸ کتاب الصلوة فصل فی المقرء۔ امام ابو حنیفہؒ نے دلیل اس حدیث سے لی ہے جس میں آپ نے مسیئ الصلوة کو فرمایا تھا اقرا ما تیسر پڑھ جو آسان ہو رواہ ابو داؤد۔ مگر رسول اللہ نے یہ دلیل قرآن سے لی ہے فاقروا ما تیسر من القرآن (المزمل) اور آپ نے جس طرح مسیئ الصلوة کو اقرا ما تیسر کے ساتھ حکم دیا تھا اسی طرح آپ نے اسے یہ بھی حکم دیا تھا اذا قمت فتوجهت الی القبلة فکبر ثم اقرا بام القرآن ابو داؤد ص ۸۹۵ باب الصلوة من لا یقیم صلبہ فی الركوع والسجود

ترجمہ۔ جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو قبلہ کی طرف متوجہ ہو اور تکبیر کہہ پھر ام القرآن پڑھ یعنی سورت فاتحہ پڑھ۔ گویا اقرا ما تیسر سے مراد آپ نے ام القرآن یعنی سورۃ فاتحہ مراد لی ہے۔ حنفی بھائیو خود ہی فیصلہ کرو امام ابو حنیفہؒ تو قرآن کی آیت فاقروا ما تیسر سے مراد مطلقاً ایک آیت پڑھنا نماز میں فرض قرار دیں اور نبی اکرم ﷺ سات آیات مکمل ”سورۃ فاتحہ“ نماز میں پڑھنے کا حکم دیں اور قراءت فاتحہ نماز میں فرض قرار دیں تو کس کی بات مانی جائے گی۔؟

یقیناً رسول اللہ ﷺ کی بات مانی جائے گی تو حنفی بھائیوں کو چاہئے کہ نماز میں سورت فاتحہ پڑھنا فرض مانیں۔ اگر حنفی بھائی یہ کہیں کہ قرآن و حدیث میں قراءت فاتحہ کو لفظ فرض سے کہاں ثابت کیا گیا ہے یعنی قرآن و حدیث میں یہ لفظ کہاں ہیں کہ قراءت فاتحہ نماز میں فرض ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فرض ثابت کرنے کے لئے ضروری نہیں کہ لفظ فرض ہی استعمال ہو بلکہ فرض کا حکم ثابت کرنے کے لئے دوسرے الفاظ بھی موجود ہیں کیونکہ قرآن میں کہیں نہیں لکھا نماز، روزہ، حج، زکوۃ فرض ہے بلکہ فرمایا اقموا الصلوة واتوا الزکوۃ - کتب علیکم الصیام۔ للہ علی الناس حج البیت تو کیا یہ امور فرض نہیں، ان کے بارے میں قرآن میں لفظ فرض نہیں آیا بلکہ ان کی فرضیت دوسرے الفاظ سے ثابت ہوئی ہے۔ لہذا ایسے ہی

نماز میں سورۃ فاتحہ کی قراءت فرض ہونے کے ثبوت میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی احادیث صحیحہ آئی ہیں۔ جو آئندہ بیان کی جائیں گی۔ حنفیہ نے حدیث صحیح کے ذریعے قراءت فاتحہ کو نماز میں واجب قرار دیا ہے اور لا صلاۃ الا بفاتحة الكتاب اصول شاشی بحث عام اور مطلق قراءت کی فرضیت فاقرو ما تيسر من القرآن اصول شاشی سے ثابت کی ہے۔ مگر اہل حدیث نے اسی آیت اور اسی حدیث سے نماز میں سورت فاتحہ کی قراءت فرض ثابت کی ہے جیسا کہ آپ نے اس سے پہلے دلائل مطالعہ کئے ہیں۔ فاقرو ما تيسر من القرآن میں عام حکم ہے امام ہو یا مقتدی اور خواہ منفرد نمازی سب کو فاقرو کا حکم ہے مگر حنفیہ نے مقتدی کو بلا دلیل قراءت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے جبکہ اہل حدیث کے نزدیک مقتدی قراءت کرنے سے مستثنیٰ نہیں بلکہ امام کے پیچھے قراءت کرے گا۔ قانون کی رو سے کہ ہر عام میں سے بعض خاص ہوتے ہیں سورۃ فاتحہ کی قراءت بھی مخصوص کر لی جائے گی چنانچہ فاقرو ما تيسر من القرآن سے نبی اکرم ﷺ نے سورت فاتحہ کی قراءت خاص کی ہے اسی لئے آپ نے اس شخص کو جس نے نماز خراب کر کے پڑھی تھی ام القرآن پڑھنے کا حکم دیا تھا اور چونکہ فاقرو میں مقتدی کو بھی پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے لہذا مقتدی بھی امام کے پیچھے سورت فاتحہ کی قراءت کرے گا اور حدایہ میں باب صغۃ الصلوۃ میں کہا گیا ہے کہ نماز میں چھ چیزیں فرض ہیں تکبیر تحریمہ قیام، قراءت، رکوع، سجود، آخری قعدہ مقدار تشہد اور قراءت کی فرضیت کی دلیل فاقرو ما تيسر من القرآن سے لی گئی ہے اور قیام کی فرضیت کی دلیل قومو اللہ قانونین سے پیش کی گئی ہے۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کیا یہ قیام اور قراءت صرف امام اور منفرد پر فرض ہیں اور مقتدی پر نہیں اور مقتدی کو قراءت اور قیام سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے اس کی کیا دلیل ہے؟

کیا مقتدی کے یہ دو فرض امام نے اٹھائے ہیں اور کیا امام واقعی دوسرے کے فرائض کو اٹھالیتا ہے اور اگر امام مقتدی کے فرائض اٹھالیتا ہے تو دلیل کیا ہے؟ اگر امام دو

فرض اٹھالیتا ہے تو پھر دوسرے فرائض بھی اٹھالے گا۔ چلو مقتدی کو چھٹی مل گئی اور امام خود مقتدیوں کے فرائض ادا کر لیا کرے گا۔ مقتدی گھر میں رہیں اور آرام کریں مسجد میں آنے کی ضرورت ہی نہ رہی نہیں ایسا نہیں بلکہ قیام اور قراءت سب پر فرض ہیں ادا کریں گے تو ادا ہوں گے ورنہ تارک فرض ثابت ہوں گے۔ قرآن مجید کی تفسیر اور توضیح کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا بیان ہی کافی اور شافی ہوتا ہے کیونکہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مفسر قرآن اور مبین قرآن بنا کر بھیجا ہے اور فرمایا

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس سورۃ النمل آیت ۴۴

ہم نے آپ کی طرف ذکر نازل کیا ہے تاکہ تو اسے لوگوں کے لئے بیان کرے لہذا قرآن کی جو تفسیر نبی ﷺ کریں گے وہی معتبر ہوگی۔ دیکھو قرآن نے کما حالت احرام میں جس کے سر میں کوئی تکلیف یا مرض ہو اور سرمٹا پڑے یا بال کٹوانے پڑیں تو وہ یہ جرم نہ ادا کرے ففدیۃ من صیام اور صدقۃ اور نسک البقرہ آیت ۱۹۴ روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی دے نبی ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ صیام سے مراد تین روزے ہیں اور صدقہ سے مراد چھ مساکین کا کھانا اور نسک یعنی قربانی سے مراد بکری کی قربانی ہے پس جس طرح یہاں پر آپ کی تفسیر ہی معتبر اور قائل قبول ہے لہذا ایسے ہی فاقرو ما تیسر من القرآن سے مراد سورت فاتحہ کی قراءت مراد ہے اور پھر فاتحہ کی قراءت امام، مقتدی، مفرد سب نمازیوں پر فرض ٹھہری۔

### سورت فاتحہ کی نماز میں فرضیت کے دلائل

ایسی احادیث صحیحہ تو بہت ہیں جن میں مقتدی کا سورت فاتحہ نماز میں پڑھنے کا ذکر ہے اور نبی اکرم ﷺ کا حکم بھی ان احادیث میں موجود ہے اور قراءت سورت فاتحہ کے بغیر نماز نہ ہونے کا بھی ذکر ہے مگر اس کے برعکس حنفیہ کے پاس کوئی دلیل نہیں یعنی حنفیہ کے پاس کوئی ایسی حدیث نہیں جس میں یہ ذکر ہو کہ مقتدی سورت فاتحہ نماز میں نہ پڑھے۔ حنفیہ قراءت نہ کرنے کی احادیث پیش کرتے ہیں جبکہ قراءت فاتحہ کی احادیث

خاص ہیں اور ہر عام میں سے بعض مخصوص ہوتے ہیں جن پر عام قانون مطلق نہیں آتا۔ یہی بات علامہ عبدالحی نے التعلیق المجد میں موطا امام محمد کے حاشیہ پر ذکر کی ہے ص ۹۹ پر لم یرد فی حدیث مرفوع صحیح النہی عن قراءۃ الفاتحہ خلف الامام یعنی کسی بھی صحیح مرفوع حدیث میں امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنے کی نہی وارد نہیں ہوئی۔

دیکھو علامہ عبدالحی لکھنؤی حنفی نے کیسی فیصلہ کن بات کہی ہے تو اب حنفیہ کو یہ بات تسلیم کر لینی چاہئے کہ قراءت عام ہے جس سے نبی ﷺ نے مقتدی کو امام کے پیچھے جہری نمازوں میں پڑھنے سے منع کیا ہے مگر جہری اور سری نمازوں میں مقتدی کو سورت فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ لہذا معلوم ہوا کہ سورت فاتحہ کی قراءت خاص ہے، اس سے منع نہیں کیا، عام قراءت سے منع کیا ہے فافہم وتدبر ولا تکن من الغافلین اب آپ قراءت فاتحہ کے دلائل مطالعہ کریں اور جائزہ لیں کہ قراءت مقتدی کو ثابت کرنے کے لئے کس قدر احادیث صحیحہ موجود ہیں اور حنفیہ کے ان احادیث کو نہ ماننے کی ضد اور ہٹ دھرمی کا بھی اندازہ کریں۔

حدیث نمبر ۱۔ عن عبادہ ابن الصامت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا صلوة لمن لم یقرأ بفاتحة الكتاب بخاری شریف جلد اول ص ۱۰۴ ترجمہ۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے نہیں نماز اس شخص کی جس نے نہیں قراءت کی فاتحہ الکتاب کی یعنی سورت فاتحہ کی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خواہ نماز کوئی سی ہو اور نمازی خواہ کوئی شخص ہو بغیر قراءت فاتحہ نماز نہیں ہوگی خواہ نماز فرضی ہو یا نفلی، حضری ہو یا سفری، جہری ہو یا سری، نمازی مرد ہو یا عورت، امام ہو یا مقتدی یا منفرد جب تک سورت فاتحہ نماز میں نہیں پڑھیں گے نماز نہیں ہوگی اور اس حدیث میں لافنی جنس کا ہے۔ جس میں ہر قسم کی نماز کی نفی ہوتی ہے۔ اور من الفاظ عموم میں سے ہے جس میں ہر قسم کے نمازی شامل ہیں۔



اعتراض حنفیہ اس حدیث پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس حدیث میں لائقی کمال کا ہے جس کا مطلب یہ ہے نماز ہو تو جاتی ہے مگر کمال نہیں ہوتی، تو اس بارے میں حنفیہ سے سوال یہ ہے کہ تمہیں نماز ناقص پڑھنے کا کس نے حکم دیا ہے تم کمال کیوں نہیں پڑھتے، دنیا میں ناقص اور کھوٹا سکھ تو کوئی بھی قبول نہیں کرتا اور یہ بات بھی غلط ہے کہ یہ لائقی کمال کا ہے لائقی جنس کا نہیں بلکہ یہ لائقی جنس کا ہے جس سے نماز کی ہر جنس کی نفی ہوتی ہے یہ لائقی ہی ہے جیسا کہ لا الہ الا اللہ کلمہ توحید میں ہے جس سے ہر معبود کی نفی ہوتی ہے اور یہ لائقی ہی ہے جیسا کہ لائقی بعدی میں ہے جس سے ہر نبی کی نفی ہوتی ہے۔ ایسے ہی اس حدیث میں لائقی جنس نے ہر نماز کی نفی کر دی ہے۔ اور اس بات کی تائید کہ یہ لائقی جنس کا ہے۔ دوسری حدیث میں آتی ہے

لا تجزئنی صلاۃ لا یقرء فیہا بفاتحۃ الكتاب

وہ نماز کفایت نہیں کرے گی جس میں فاتحہ الکتاب یعنی سورت فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی۔ یہ حدیث امام ابو بکر بن خزیمہ نے حدیث نمبر ۴۹۰ اور امام ابن حبان نے جلد ۵ صفحہ ۹۱ رقم حدیث ۷۸۹ اپنی کتاب میں صحیح اسناد کے ساتھ ذکر کی ہے۔ امام دار قطنی نے بھی یہی حدیث ۳۲۱ ص ۳۲۲ پر لکھی ہے اور کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے اعتراض حنفی علماء اس حدیث کے بارے میں یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ حدیث منفرد کے لئے ہے یعنی منفرد اگر سورت فاتحہ نہیں پڑھے گا تو اس کی نماز نہیں ہوگی کیونکہ سفیان نے کہا ہے لمن صلی وحدہ یہ حدیث منفرد کے لئے ہے۔

جواب حنفیہ کی دیدہ دلیری پر غور کرو کہ ایک امتی کے حکم سے نبی ﷺ کی عام حدیث اور عام حکم منفرد کے لئے خاص کر رہے ہیں حالانکہ کسی امتی کو یہ حق نہیں کہ نبی ﷺ کے کسی عام حکم کو خاص کرے یا کسی خاص حکم کو عام کرے۔ یہ منصب تو صرف نبی ﷺ ہی کا ہے کہ کسی بھی امتی کے اقوال و افعال کو رد کریں یا ثابت رکھیں اور یہ بھی نہ سوچا کہ منفرد کے حق میں تو سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض قرار دے دیا کہ اگر منفرد

اپنی نماز میں سورت فاتحہ نہیں پڑھے گا اس کی نماز نہیں ہو گی کیا منفرد کے علاوہ دوسروں کی نماز فاتحہ پڑھے بغیر ہو جائے گی کیا امام کی نماز سورت فاتحہ پڑھے بغیر ہو جائے گی وہ تو منفرد نہیں وہ تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے حالانکہ حنفیہ کے نزدیک اسی اصول کی بنا پر امام کی نماز بھی قراءت فاتحہ کے بغیر ہونی چاہئے کیونکہ جب مقتدی سورت فاتحہ نہیں پڑھ سکتا اور فاتحہ کا پڑھنا منفرد کے لئے خاص ہے تو امام کو بھی نہیں پڑھنا چاہئے کیونکہ امام منفرد نہیں بلکہ جماعت کے ساتھ ہے اور اگر امام منفرد نہ ہونے کے باوجود پڑھ سکتا ہے تو مقتدی بھی پڑھ سکتا ہے جبکہ حنفیہ کے نزدیک امام پر فاتحہ کا نماز میں پڑھنا واجب ہے۔ اور بخاری کی اس حدیث میں امام پر سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب قرار دیا ہے۔ دیکھو اصول الشاشی اردو ترجمہ والی ص ۱۷ بحث عام اور خاص، لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے فاقروا ما تیسر من القرآن عام حکم ہے یعنی جو تم کو قرآن سے آسان ہو پڑھ لیا کرو۔ صرف سورت فاتحہ کی قراءت پر نماز کا ہونا موقوف نہیں اور صحیح احادیث میں آیا ہے کہ سورت فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہو گی اب قرآن و حدیث میں تعارض آگیا ہے تو ایسے طریقے سے قرآن و حدیث پر عمل کریں گے جس سے کتاب اللہ کا حکم نہیں بدلے گا تو ہم حدیث کو تو نفی کمال پر محمول کریں گے یہاں تک کہ مطلق قراءت تو کتاب اللہ کے حکم سے فرض ہو گی اور حدیث کے حکم سے قراءت فاتحہ واجب ہو پائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے نزدیک نماز میں قراءت فاتحہ واجب ہے جو فرض سے کم درجہ کی ہے مطلق قراءت نماز میں فرض ہے اور قراءت فاتحہ امام، مقتدی، منفرد، سب پر ہی واجب تھی مگر اپنی مرضی سے اور اپنے خود ساختہ قوانین سے مقتدی کو قراءت فاتحہ سے مستثنیٰ قرار دے دیا۔ حالانکہ از روئے قرآن بحکم فاقروا ما تیسر من القرآن قرآن پڑھنا بھی ہر نمازی پر فرض تھا مگر ایک ضعیف حدیث من کان لم امام فقرأ اللہ الامام لہ قراءۃ کی بنا پر قراءۃ کو مقتدی سے ختم کر دیا اور حنفیہ نے سفیان کے قول سے سورت فاتحہ کی قراءت منفرد کے لئے خاص کر کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

دی اور امام اور مقتدی دونوں کو قراءۃ فاتحہ سے مستثنیٰ قرار دے دیا جبکہ حنفیہ کے نزدیک امام پر فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اور بخاری کی حدیث لا صلوة لمن لم یقرء بفاتحة الكتاب میں لا صلوة پر لا کو نفی کمال کے لئے خاص کر لیا جبکہ آپ نے دار قطنی، ابن حبان صحیح ابن خزیمہ کی حدیث سے یہ معلوم کر لیا ہے کہ لا صلوة پر لا نفی کمال کا نہیں بلکہ لا نفی جنس کا ہے کیونکہ لا تجزئ کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ فاتحہ کے بغیر نماز کفایت ہی نہیں کرتی اور اس بارے میں آپ دیگر احادیث کا بھی مطالعہ کریں گے۔

### حدیث نمبر ۲

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی صلاۃ لم یقرء فیہا بام القرآن فہی خداج ثلاثا غیر تمام فقیل لا بی ہریرۃ انا نکون وراء الامام فقال اقرا بها فی نفسک فانی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول قال اللہ تعالیٰ قسمت الصلوۃ بینی و بین عبدی نصفین ولعبدی ما سأل فاذا قال العبد الحمد لله رب العالمین قال اللہ تعالیٰ حمدنی عبدی واذا قال الرحمن الرحیم قال اللہ تعالیٰ اثنی علی عبدی واذا قال مالک يوم الدين قال اللہ تعالیٰ مجدنی عبدی واذا قال اياک نعبد و اياک نستعین قال اللہ تعالیٰ هذا بینی و بین عبدی ولعبدی ما سأل فاذا قال اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال هذا لعبدی ولعبدی ما سأل رواہ مسلم ص ۱۶۹ تا ۱۷۰ جلد اول۔

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن نہ پڑھی تو وہ نماز خداج ہے یعنی ناقص ہے ناقص ہے اونٹنی کے مرے ہوئے بچے کی طرح مردہ نماز ہے یہ بات آپ نے تین بار فرمائی، حضرت ابو

ھریرہ سے کسی نے کہا ہم تو امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو کہا اپنے جی میں اسے پڑھو، پس تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اور میرے بندے کے لئے ہے جو اس نے سوال کیا پس جب بندہ کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری حمد بیان کی ہے اور جب کہتا ہے الرحمن الرحیم تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری ثناء بیان کی ہے اور جب بندہ کہتا ہے مالک يوم الدين تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی ہے اور جب بندہ کہتا ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ وہ مقام ہے جو میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور آخر تک سورت فاتحہ کا حصہ ہے وہ خالص میرے بندے کا حصہ ہے اور جو اس نے سوال کیا۔ اس حدیث کو امام مسلم نے بیان کیا ہے۔ اس حدیث میں غور کرو کہ نماز میں سورت فاتحہ پڑھنے کا حکم بھی موجود ہے مقتدی اور امام کا ذکر بھی موجود ہے اور یہ وعید بھی ہے کہ سورت فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوگی اور اس حدیث کا آدھا حصہ حدیث قدسی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے الفاظ ہیں کہ سورت فاتحہ کو اللہ تعالیٰ نے نماز کہا ہے اگر نماز میں سورت فاتحہ ہی نہ پڑھی تو نماز کا وجود کیا باقی رہا۔ اور اس حدیث میں امام کے پیچھے مقتدی کے فاتحہ پڑھنے کا ذکر موجود ہے۔

کتب حدیث میں بخاری و مسلم کا درجہ تمام کتبوں سے بلند و بالا ہے۔

نخبة الفکر مطبع سعیدی کراچی ص ۳۱ پر ہے تمام کتب حدیث میں بخاری کی حدیث رائج ہے۔

قدم صحیح البخاری علی غیرہ من الکتب المصنفة فی الحدیث ثم صحیح مسلم لمشاركة فی اتفاق العلماء علی تلقی کتابہ بالقبول اور مقبولیت کے لحاظ سے دوسرا درجہ مسلم شریف کا ہے اور صحیحین کی مقبولیت پر تمام

علماء کا اتفاق ہے اور اس اصول کی بنا پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی یہ دو حدیثیں اس بارے میں واجب العمل ہیں کہ کوئی نماز سورت فاتحہ کی قراءت کے بغیر بالکل نہیں ہوگی مگر حنفی حضرات اپنی ضد پر ڈٹے ہوئے ہیں اور صحیحین کی ان دونوں حدیثوں کا بھی انکار کرتے ہیں اور مقتدی کی نماز میں سورت فاتحہ پڑھنے سے منع کرتے ہیں جبکہ یہ دونوں حدیثیں نص قطعی کا حکم رکھتی ہیں اور کسی دوسری کتاب کی حدیث ان کے مقابلے کی بھی نہیں۔ حنفیہ کے پاس مقتدی کو قراءت فاتحہ سے منع کرنے کی کوئی دلیل حدیث صحیح سے نہیں ہے، البتہ اپنے خود ساختہ مذہب کے خلاف احادیث صحیحہ کو رد کرنے کے لئے کچھ فرضی اور من گھڑت اٹکل پچو اور فرضی و بتلائی ڈھکوسلے بنا رکھے ہیں۔ مثل کے طور پر اقرار باہافی نفسک کا ترجمہ یہ ہے پڑھ سورت فاتحہ کو اپنے جی میں آہستہ سے بغیر آواز کے امام نووی نے مسلم شریف کی شرح میں لکھا ہے فمعناه اقرء ہا سر ابحیث تسمع نفسک اس کا مطلب یہ ہے کہ سورت فاتحہ آہستہ پڑھ اس طرح کہ صرف اپنے نفس کو سنا یعنی اونچی آواز سے نہ پڑھنا کیونکہ اونچی آواز سے پڑھنے سے امام کی قراءت میں خلل انداز ہوگی امام بیہقی نے بھی یہی مطلب لکھا ہے کتاب القراءة ص ۱۷ مالکی اور حنفیہ جو اس کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ دل میں تدبر و فکر کرو، حضرت امام نووی اس کا رد کرتے ہیں اور کہا کہ ان القراءة لا تطلق الا علی حركة اللسان بحیث یسمع نفسه قراءت زبان سے کی جاتی ہے دل سے نہیں کی جاتی اور فرمایا کہ اس پر علماء کا اتفاق ہے۔

لو ان الجنب تدبر القرآن بقلبه من غیر حرکتہ اللسان لا یکون قارنا اگر جنبی قرآن مجید کی قراءت زبان کو حرکت دے بغیر صرف اپنے دل سے کرے گا تو اسے قاری نہیں کہا جاسکتا اور نہ ہی اس پر یہ فتویٰ لگایا جاسکتا ہے کہ جنبی قراءت کر کے حرام کاری کا مرتکب ہوا ہے۔

حنفی بس اس کے قائل ہیں کہ مقتدی سورت فاتحہ دل میں سوچے زبان سے آہستہ بھی

قراءۃ نہ کرے اور یہ عقیدہ سراسر غلط ہے۔ موطا امام محمد میں ہے۔ ابو ہریرہؓ نے اپنے شاگردوں کو امام کے پیچھے نماز میں زبان سے آہستہ قراءت کرنے کا حکم دیا تھا نہ کہ دل میں تدبر کرنے کا کیا یہاں رسول اللہ نے حکم دیا ہے اس کو پڑھو وہاں صرف اقرؤ کے لفظ ہیں یعنی اس کی قراءت کرو یعنی سورت فاتحہ پڑھو وہاں نفس کا لفظ ہی نہیں کہ آدمی کسی شبہ میں پڑے دلائل سے ثابت ہو کہ مقتدی سورت فاتحہ کو آہستہ سے قراءت کرے نہ کہ خاموش کھڑا رہے کیونکہ ہر نمازی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے آتا ہے اور اصل نماز تو فرائض ہی ہے نفل سنت تو اللہ تعالیٰ نہیں پوچھے گا بلکہ فرائض پوچھے گا اور فرائض میں صرف ایک آدمی یعنی امام پڑھے باقی ہزاروں اور لاکھوں آدمی یونہی منہ بند کر کے کھڑے رہیں بہت افسوس کی بات ہے اور پھر رکوع سے اٹھ کر کہیں سمع اللہ لمن حمد۔

سن لی اللہ نے اس کی جس نے اس کی حمد بیان کی۔ حالانکہ ان لاکھوں میں سے صرف امام نے حمد کی اور باقی سب خاموش رہے اور پھر کہتے ہیں ربنا ولك الحمد۔ اے ہمارے رب یہ خاص حمد جو ہم نے پڑھی ہے تیرے لئے ہے حالانکہ انہوں نے پڑھی نہیں صرف امام نے پڑھی ہے۔ پھر ان کو کیا حق پہنچتا ہے کہ یہ الفاظ اپنی زبان پر لائیں کہ ہمارے رب تیرے لئے الحمد ہے۔

فافهم وتدبر ولا تكن من الغافلين

لہذا بخاری و مسلم کی ان دونوں حدیثوں سے مقتدی کا سورت فاتحہ پڑھنا ثابت ہو گیا اس کو تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ سوائے ضد اور ہٹ دھرمی کے اور اس میں خفیوں کا اپنا ہی نقصان ہو گا۔ ایسے دلائل ہوتے ہوئے قبول حق سے آنکھیں بند کر لینا حق کا خون بہانا اور نہایت ہی بے انصافی ہے۔

آنکھیں اگر بند ہوں تو پھر دن بھی رات ہے

اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

”گر نہ پسند بروز شب پر چشم - چشمہ آفتاب را گناہ“ اگر دن میں چمکاوڑ کو نظر نہیں آتا تو اس میں آفتاب کا کیا قصور ہے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی نے اپنے رسالے میں جس کا نام الاجویۃ الفاضلۃ للا سئلۃ العاشرہ الکاملۃ السؤال السابع ص ۵۶ میں لکھتے ہیں۔

فاذا وجد حدیث فی الصحیحین غیر منتقد و حدیث معارض لہ مثلہ فی الصحۃ بنصریح معتمد یر حج الاول من حیث الاصحیۃ علی الثانی وجود اتفاق الامۃ

مصححین (بخاری و مسلم) کی ایسی غیر منتقد حدیث کی معارض کوئی ایسی حدیث ہو جو صحت میں اس جیسی ہو اور اس صحت کی معتمد ائمہ کرام نے تصریح کی ہو پس فرق اتنا ہو کہ وہ حدیث بخاری و مسلم کی ہو باقی ہر اعتبار سے اس کی مماثل ہو تو وہ محض اس لئے مرجوح ہو گی کہ وہ روایت بخاری و مسلم کی حدیث کا مقابلہ کرنے والی ہے اور مخالف ہے کیونکہ مصححین کی روایت پر امت کا اجماع ہے اور دوسری کو یہ شرف حاصل نہیں ہے۔ دیکھو ایک بہت بڑے حنفی عالم نے بھی یہ صاف کہہ دیا ہے کہ بخاری و مسلم کی حدیث کے مقابلہ کی اور کوئی حدیث نہیں تو حنفی بھائیوں کو یہ مان لینا چاہئے کہ مقتدی امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھ سکتا ہے۔ کیونکہ یہ بات حدیث صحیح سے ثابت ہو گئی ہے۔

حدیث نمبر ۳

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ فی کل الصلوۃ یقرء ما اسمعنا رسول اللہ ﷺ اسمعناکم و ما اخفی منا اخفیناہ منکم فقال لہ رجل اراء یت ان لم ازد علی ام القرآن فقال ان زدت علیہا فهو خیر و ان انتہیت لیہا اجزئت عنک رواہ مسلم ص ۱۷۵ و فی رواۃ من قرء با ام الكتاب فقد اجزئت



عنه و من زاد فهو افضل رواه مسلم ص ۱۷۰

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نماز کی ہر ہر رکعت کے اندر قرات کی جائے جو ہم کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سنایا ہم بھی تم کو سنا دیتے ہیں اور جو کچھ آپ نے ہم سے پوشیدہ رکھا ہم بھی تم سے پوشیدہ رکھیں گے۔ ایک آدمی نے کہا اگرچہ میں ام القرآن پر زیادہ نہ کروں تو کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اگر تم اس پر زیادہ کرتے تو وہ بہتر ہے اور اگر صرف ام القرآن پر اکتفا کرے تو تجھے کافی ہے اور دوسری روایت میں ہے جس نے ام الکتاب پڑھی تو اسے یہی کافی ہے اور جس نے سورت فاتحہ کے علاوہ بھی قرات کی تو یہ افضل ہے۔ حضرت امام نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سورت فاتحہ نماز میں پڑھنا فرض واجب ہے اس کے سوا کوئی دوسری سورت نماز میں کفایت نہیں کرتی اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی دیگر سورت پڑھنا مستحب ہے اور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ صبح کی نماز میں اور جمعہ کی نماز میں اور ہر نماز کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے علاوہ قراءت کرنا مستحب ہے اور یہ تمام علماء اسلام کے نزدیک سنت ہے۔ اور تیسری اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے علاوہ پڑھنا علماء کے نزدیک اختلاف ہے۔ علماء اہل حدیث تو قائل ہیں کہ صرف سورت فاتحہ پڑھی جائے اور شافعی قائل ہیں کہ فاتحہ کے علاوہ بھی پڑھنا مستحب ہے اور حنفیہ کا مسلک ہے تیسری اور چوتھی رکعت میں چاہے قرات کرے اور چاہے تسبیح کرے اور چاہے خاموش کھڑا رہے التعلیق الممجد ص ۹۸ کے حاشیہ پر ہے حنفیہ کے نزدیک پچھلی دو رکعت میں قرات فرض نہیں، چاہے تسبیح پڑھے، چاہے خاموش کھڑا رہے۔ فلان سج فیہما او قام ساکتا اجزاء ہ قدوری ص ۴۲ بین السطور بھی یہی عبارت لکھی ہوئی ہے۔ اب میں ایسی حدیث پیش کرتا ہوں جس سے یہ ثابت ہے کہ مازاد علی الفاتحہ فرض نہیں، صرف سورت فاتحہ ہی کافی ہے۔

عن عبداللہ ابن عباس

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی رکعتین لم یقرا فیہما الا بفاتحة الكتاب

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی اور ان میں صرف سورت فاتحہ پڑھی اور کچھ نہ پڑھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں فاتحہ کے علاوہ قرات فرض نہیں پڑھ لے تو بہتر ورنہ سورۃ فاتحہ ہی نماز ہونے کے لئے کافی ہے۔ کتب القراءة امام بیہقی ص ۱۰۔ احادیث میں سورت فاتحہ کا نام ام القرآن اور ام الکتاب بھی آیا ہے۔

سورت فاتحہ کو ام القرآن اور ام الکتاب کہنے کی وجہ تسمیہ کے بارے میں کئی معانی اور کئی توضیحات ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ یہ قرآن کی اصل ہے۔ ام کے معنی ماں کے ہیں جیسے مکہ کو ام القری بستیوں کی ماں اور اصل کہا گیا ہے۔ اسی طرح فاتحہ بھی قرآن کی اصل ہے۔ اسی لئے اسے قرآن کی کتابت کرتے وقت پہلے لکھتے ہیں اور نماز میں تمام سورتوں سے پہلے اسی سورت کو تمام عالم اسلام میں تمام امام اپنے محلے پر اپنی نمازوں میں پڑھتے ہیں۔ علامہ عینی حنفی عمدہ القاری شرح بخاری میں لکھتے ہیں یہ تمام سورتوں کی امام ہے۔ سب سے آگے ہے، جیسے امام سب لوگوں سے آگے ہوتا ہے، اس لئے اس کو ام القرآن یا ام الکتاب کہتے ہیں۔

حدیث نمبر ۴

حضرت نافعؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے وقت دیر سے آئے تو حضرت ابو نعیم موزن نے اقامت کسی اور خود ہی نماز پڑھائی میں نے اور عبادہ ابن صامت نے ابو نعیم کے پیچھے نماز پڑھی ابو نعیم بلند آواز سے قرات کر رہے تھے تو عبادہ بن صامت نماز میں امام کے پیچھے ام القرآن پڑھ رہے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے میں نے عبادہ سے کہا کہ میں نے آپ سے سنا ہے کہ آپ ام القرآن پڑھ رہے تھے جبکہ ابو نعیم قرآن بلند آواز سے پڑھ رہے تھے کہا ہاں! ہمیں نماز پڑھائی

رسول ﷺ نے کوئی سی جبری نماز (جس میں بلند آواز سے قراءت کی جاتی ہے) تو آپ پر قراءت خلط مط ہو گئی یعنی قراءت قرآن میں گڑ بڑ ہوئی۔ پس جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اقبل ملینا بوجھ تو آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تم پڑھتے ہو جب میں قراءت بلند آواز سے کرتا ہوں ہم میں سے بعض نے کہا ہم ایسا کرتے ہیں آپ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو میں کہہ رہا تھا مجھے کیا ہوا کہ قرآن مجھ سے جھگڑ رہا ہے۔ یعنی قراءت میں گڑ بڑ ہو رہی ہے تو آپ نے فرمایا

فلا تقراء وابشی من القرآن اذا جهرت الابام القرآن

پس تم نہ پڑھا کرو کچھ بھی قرآن سے جب میں قراءت بلند آواز سے کروں سواء ام القرآن کے (یعنی سوائے سورت فاتحہ) ابو داؤد ص ۱۱۹ جلد اول اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مقتدی امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھ سکتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مقتدی امام کے پیچھے جبری نمازوں میں یعنی مغرب، عشاء اور فجر کی نماز میں صرف سورت فاتحہ پڑھے مزید قراءت نہ کرے البتہ ظہر و عصر کی نمازوں میں مقتدی فاتحہ کے علاوہ بھی قرآن کی قراءت کر سکتا ہے جیسا کہ بعد میں آپ احادیث کا مطالعہ کریں گے یعنی اس بارے میں احادیث لکھی جائیں گی۔

### اعتراض

اس حدیث کی سند میں نافع بن محمود کے بارے میں حنفی علماء کلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مستور راوی ہے یعنی ایسا راوی جس کا حال معلوم نہ ہو تو اس بارے میں میری عرض ہے کہ حنفی علماء کو غلط فہمی ہوئی ہے نافع بن محمود ثقہ راوی ہے جیسا کہ الکاشف میں امام ذہبیؒ نے لکھا ہے اور امام ابن حبان نے بھی اس کی توثیق کی ہے کہ یہ ثقہ راوی ہے اور امام دارقطنی نے یہی ابو داؤد والی سند ہذا اسناد حسن و رجالہ ثقات کلہم روایت نقل کر کے لکھا ہے۔ اس حدیث کی سند حسن ہے اور اسناد کے تمام راوی ثقہ ہیں اور ثقہ راوی اس راوی کو کہتے ہیں۔ جو عادل اور ضابط

ہو۔ جو راوی عادل ہو، ضابط نہ ہو یا ضابط ہو، عادل نہ ہو اس کو ثقہ نہیں کہتے۔ (تحقیق الکلام ص ۸۰) حافظ عبدالرحمن مبارک پوریؒ نے تحقیق الکلام میں لکھا ہے کہ نافع بن محمود کی یہ روایت کئی سندوں سے مروی ہے اگر بالفرض نافع بن محمود مستور ہیں تب بھی کثرت طرق یعنی کئی سندوں کی وجہ سے ان کی حدیث مذکور مقبول ہوتی اور ان کا مستور ہونا قاذح نہ ہوتا۔ ان دلائل سے معلوم ہوا کہ عبادہ بن صامت کی یہ حدیث صحیح ہے اور اس سے ثابت ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے آہستہ قراءت کر سکتا ہے جیسا کہ عبادہ نے امام کے پیچھے قراءت کی۔

### حدیث نمبر ۵

حضرت عبادہ بن صامت نے کہا کہ ہم رسول ﷺ کے پیچھے فجر کی نماز میں تھے تو رسول ﷺ نے قراءت کی اور آپ پر قراءت بھاری ہو گئی پس جب فارغ ہوئے کہا لعکم تقرأون خلف اما کم شاید تم اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو ہم نے کہا ہاں! ہم پڑھتے ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ۔ تو آپ نے فرمایا

لا تفعلوا الا بفاتحة الكتاب فانه لا صلوة لمن لم يقرء بها (ابو داؤد ص ۱۱۹ جلد اول)

ایسا نہ کرو۔ (یعنی امام کے پیچھے قراءت نہ کرو) صرف سورۃ فاتحہ کی قراءت کیا کرو کیونکہ جو شخص اس سورت کو نماز میں نہیں پڑھے گا اس کی نماز نہیں ہوگی۔ اس حدیث سے بھی بالکل واضح ہو گیا کہ مقتدی بھی نماز میں سورت فاتحہ کی قراءت کرے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ بھی دیکھو اس حدیث میں امام کا لفظ صاف ہے اور مقتدی کا بھی ذکر ہے اور نبی ﷺ کا حکم بی موجود ہے۔ مگر حنفی بھائی پھر بھی اپنی نمازوں میں سورت فاتحہ پڑھنے سے محروم ہیں اور اپنی نمازوں کو ضائع کرتے ہیں۔ کیونکہ اس سورت کو پڑھے بغیر نماز نہیں ہوئی۔ اس سے بخاری شریف کی حدیث کی طرح واضح ہے کہ نماز خواہ فرضی ہو یا نفلی، جبری ہو یا سری، حضری ہو یا سفری، جمعہ کی ہو یا عیدین اور نماز

جنازہ کی اور پڑھنے والا خواہ مرد ہو یا عورت امام ہو یا مقتدی یا منفرد جب تک اپنی نمازوں میں اس سورت کو نہیں پڑھیں گے ان کی نماز نہیں ہوگی۔ کیونکہ لافنی جنس کے تحت نکرہ آئے تو عموم پر دلالت کرتا ہے یہاں صلوٰۃ نکرہ ہے۔

### اعتراض

حنفیہ کے پاس حدیث کی تو کوئی دلیل نہیں جس سے مقتدی کو امام کے پیچھے سورت فاتحہ کے پڑھنے سے روک سکیں صرف نکتہ چینی ہے اور محدثین پر الزام تراشی اور بہتان طرازی ہے۔ اب آپ اعتراض اور اس کا جواب بغور مطالعہ کریں۔

حنفیہ کا اس حدیث پر اعتراض یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں محمد بن اسحاق راوی ہے جو مدلس اور کذاب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ محمد بن اسحاق بالکل ثقہ راوی ہے۔ حضرت حافظ عبدالرحمن مبارکپوریؒ نے اپنی کتاب تحقیق الکلام میں لکھا ہے کہ محمد بن اسحاق پر جس قدر جرحیں کی گئی ہیں وہ سب کی سب مدفوع اور مرفوع ہیں۔ علامہ ابن المہمام حنفی نے ہدایہ کی شرح فتح القدیر میں لکھا ہے کہ امام شعبہ نے کہا ہے کہ حدیث کے میدان میں امیر المؤمنین تھے اور ان سے امام ثوری، ابن ادریس، حماد بن زید، یزید بن زریج، ابن علیہ، عبدالوارث، ابن المبارک وغیرہ محدثین کی جماعت نے حدیث روایت کی ہے اور احمد بن حنبل، ابن المہیین اور بڑے بڑے اہل علم اہلحدیث نے ان سے روایت کی ہے اور امام بخاریؒ نے کتاب القراءۃ خلف النام میں محمد بن اسحاق کی توثیق کی ہے اور حافظ ابن حبان نے بھی ان کی ثقہ ہونے کی توثیق کی ہے اور امام مالک نے ان کے حق میں جو جرح کی تھی وہ درست نہیں تھی۔ انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا اور ان کی طرف تحفہ تحائف بھیجے۔ سلام اللہ حنفی نے بھی محلہ شرح منوطا میں لکھا ہے کہ محمد بن اسحاق ثقہ راوی ہے۔ علامہ عبدالحی کسٹوی نے بھی امام الکلام ص ۱۹۲ میں ان کو ثقہ تسلیم کیا ہے۔ جب ثابت ہو گیا کہ محمد اسحاق ثقہ راوی ہے تو اعتراض ختم ہو گیا ہو گیا لہذا ثابت ہوا کہ مقتدی امام کے پیچھے سورت

الفاتحہ کی آہستہ سے قراءت کر سکتا ہے اور پھر یہ بھی محمد بن اسحاق کے ثقہ راوی ہونے کی عند الحفیہ ایک دلیل ہے کہ حنفی حضرات خود ان سے اپنے مسلک کی تائید میں احادیث لیتے ہیں۔ جیسا کہ نصاب سرقہ کے بارے میں حنفیہ کا مسلک ہے کہ دس درہم ہے۔ حدیہ جلد اول ص ۵۳ اور اس حدیث کی سند میں محمد ابن اسحاق راوی موجود ہے۔ دیکھو تفسیر ابن کثیر عربی پارہ ۶ ص ۶۳

حدثنا ابن نمیر و عبدالا علی حدثنا محمد ابن اسحاق عن ایوب بن موسی عن عطا عن عباس کان ثمن المجن علی عهد رسول اللہ و علیہ وسلم عشرة دراهم اگرچہ یہ حدیث بخاری کی حدیث لا تقطع ید سارق الا فی ربع دینار کے مقابلہ میں مرجوح ہے تب بھی حنفی اسی حدیث کو لیتے ہیں اب محمد ابن اسحاق کی تدلیس کمال گئی اور ایسے ہی حنفی حضرات اس بات کے قائل ہیں دیکھو حدایہ جلد اول ص ۷۲ - ستحب الاسفار اور اسفار والی حدیث بھی محمد ابن اسحاق سے آئی ہے۔ دیکھو ترمذی باب ماجاء فی الاسفار ص ۴۲ اسفروا بالفجر فانہ اعظم اللاجر تو اب حنفی حضرات کو محمد ابن اسحاق کی وجہ سے قراءۃ الفاتحہ خلف الامام والی روایت کا انکار نہیں کرنا چاہئے۔

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۶

عن ابی ہریرۃ قل قل رسول اللہ ﷺ لا یجزی صلاۃ لا یقرء بفاتحۃ الكتاب قلت وان کنت خلف الامام قال فاخذ بیدی وقال اقرء فی نفسک رواہ ابن حبان بحوالہ دار قطنی جلد اول ص ۳۲۳

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ نماز کفایت نہیں کرتی جس میں سورت فاتحہ نہ پڑھی جائے میں نے کہا اگرچہ میں امام کے پیچھے ہوں۔ ابو ہریرہ نے کہا تو رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا اپنے جی میں پڑھو یعنی اونچی قراءت کے بغیر آہستہ زبان کو حرکت دے کر پڑھو جیسا کہ امام بیہقیؒ نے کہا اقرأ بها فی نفسک کا

معنی ہے یہ ان یتلفظ بها سرا دون الجہر بها ولا یجوز حملہ علی ذکرہا بقلبہ دون التلفظ بها لا جماع اہل اللسان علی ان ذالک لا یسمی قراءۃ (یعنی ص ۱۷) کہ سورت فاتحہ آہستہ بغیر آواز کے پڑھے اس کو زبان سے پڑھے بغیر صرف دل سے اس کا ذکر کرنے پر محمول کرنا جائز نہیں کیونکہ اہل زبان کا اس پر اجماع ہے کہ صرف دل میں اس کا ذکر کرنا قراءۃ نہیں کہلاتا اس دلیل سے خفیہ کا رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ اقرا بها فی نفسک کا معنی دل میں تدبر و تفکر کرنا ہے۔ امام نووی نے بھی مسلم شریف کی شرح میں یہی مطلب لکھا ہے اقراھا سرا حیث تسمع نفسک ص ۱۷۰ یعنی آہستہ سے اس طرح پڑھو کہ تم اپنے نفس کو سناؤ اور مالکیہ اور خفیہ کا دل میں تدبر و تفکر مراد لینا درست نہیں۔

لان القراءة لا تطلق الاعلیٰ حركة اللسان بحیث تسمع نفسک اس لئے کہ قراءت زبان کے بغیر ممکن ہی نہیں فاتحہ اس طرح پڑھو کہ نفس سنے حدیث نمبر ۷

عن عبادة ابن الصامت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا صلوة لمن لم يقرء بفاتحة الكتاب خلف الامام عباده بن صامت نے کہا رسول ﷺ نے کہا نہیں نماز اس اس شخص کی جس نے امام کے پیچھے سورت فاتحہ نہ پڑھی۔ کتاب القراءة بیہقی ص ۵۶ اور امام بیہقی نے کہا ہذا اسناد صحیح اس حدیث کی سند صحیح ہے اور امام بیہقی نے کہا اس حدیث کی تائید میں اور بھی احادیث ہیں۔

انس رحمہ اللہ سے ص ۵۸ پر حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ فلا تفعلو ولیقرأ احدکم بفاتحة الكتاب فی نفسہ امام کے پیچھے نہ پڑھو اور چاہئے کہ پڑھے تم میں سے ہر ایک فاتحہ الکتاب اپنے جی میں یہ حدیث صحیح اسناد کے ساتھ پیش کی پھر ابو قلابہ کی حدیث اس حدیث کی تائید میں پیش کی۔ ص ۵۹ اس کا مضمون بھی حضرت انس کی حدیث والا ہے۔ اور تین اسناد کے ساتھ اس کو ثابت کیا۔ پھر تیسری حدیث اس حدیث



کی تائید میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش کی رسول اللہ نے صحابہ سے فرمایا کیا تم امام کے پیچھے کچھ پڑھتے ہو تو انہوں نے کہا ہاں ہم پڑھتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اقرؤ الفاتحة الكتاب امام کے پیچھے صرف فاتحہ الکتاب پڑھا کرو۔ کتاب القراءة ص ۲۰ پھر اس کے بعد ایک صحابی سے اس حدیث کی تائید میں چوتھی حدیث پیش کی۔ عن محمد بن ابی عائشہ عن رجل من اصحاب النبی ﷺ محمد بن ابی عائشہ نبی ﷺ کے اصحاب سے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی ﷺ نے فرمایا امام کے پیچھے صرف سورت فاتحہ پڑھا کرو ص ۶۱۔ اور پھر کہا کہ نبی صلعم کے ہر صحابی ثقہ ہوتا ہے خواہ اس کا نام نہ بھی لیا جائے صرف یہ کہا جائے نبی ﷺ کے ایک صحابی نے ایسا فرمایا ہے۔ الرجل من اصحاب النبی لا یكون الاثقة۔

پانچویں حدیث امام بیہقی نے ص ۶۳ پر ذکر کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جو نماز بغیر سورت فاتحہ کے پڑھی جائے لم تقبل وہ قبول نہیں کی جاتی۔ یہی روایت مسند امام احمد نے بھی ذکر کی ہے۔

حافظ عبدالرحمن نے اپنی کتاب تحقیق الکلام میں ذکر کی ہے ص ۲۳ مصنفہ مکتبہ اثریہ۔ چھٹی حدیث اس حدیث کی تائید میں ابو قتادہ سے ص ۶۳ پر کی ہے جس میں یہاں فلا تفعلوا الا بفاتحتہ القرآن۔ یعنی امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھو صرف فاتحہ القرآن پڑھو۔ ساتویں حدیث اس حدیث کی تائید میں ابو امامہ سے لائے ہیں۔ من لم یقر اخلف الامام ”فصلواتہ خداج“ جس نے نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص و مردہ ہو گی۔ آٹھویں حدیث اس حدیث کی تائید میں عمرو بن شعیب سے ذکر کی ہے ص ۶۳ اس میں فرمایا امام کے پیچھے صرف ام القرآن پڑھا کرو نویں حدیث اس حدیث کی تائید میں عبداللہ ابن عمرو سے ذکر کی ہے۔ ص ۶۳۔

اذا كنت مع الامام فاقرأ بام القرآن قبله اذا سكت جب تو امام کے ساتھ ہو تو ام القرآن پڑھ لے جب وہ خاموش ہو۔ ان دس احادیث سے ثابت ہوا کہ امام

کے پیچھے مقتدی سورت فاتحہ ضرور پڑھے گا اور نماز میں سورت فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوگی۔

### حدیث نمبر ۸

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہا قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان انادی ان لا صلوة الا یقرأ فاتحة الكتاب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں لوگوں میں مدینہ کی گلیوں میں یہ منادی کروں کہ نماز نہیں ہوگی مگر فاتحہ الکتاب کی قراءت کے ساتھ اور کچھ زیادہ کے ساتھ (کتاب القراءة بیہقی ص ۱۶)

اس حدیث میں بھی کسی شخص کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ خواہ کوئی ہو امام ہو یا مقتدی اور خواہ منفرد عورت ہو یا مرد جب تک نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھے گا اس کی نماز نہیں ہوگی اور نماز کا وہی مطلب ہے حدیث نمبر ۳ کی تشریح میں ذکر کیا گیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر علاوہ سورت فاتحہ پڑھ لے تو بہتر ورنہ نماز ہونے کے لئے سورت فاتحہ کی قراءت ہی کافی ہے۔ امام بیہقی نے کتاب القراءة بیہقی میں اس حدیث کی تقویت اور تائید کے لئے چھ احادیث بیان کی ہیں ہر حدیث کی الگ سند بیان کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس کی ایک حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز فرض نہیں کیونکہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے نماز میں صرف سورت فاتحہ پڑھی اور زائد کچھ نہ پڑھا وہ حدیث یہ ہے۔ عن عبداللہ ابن عباس ان رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم لم یقرأ فیہا الا بفاتحة الكتاب (کتاب القراءة ص ۱۰) حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی اور آپ نے اس میں صرف سورت فاتحہ پڑھی اور کچھ نہ پڑھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا زائد پڑھنا ضروری نہیں۔ کیونکہ سورت فاتحہ ہر صورت کا بدل بن سکتی ہے اور کوئی دوسری سورت فاتحہ کا بدل نہیں بن سکتی۔ جیسا کہ کتاب القراءة ص ۱۲ پر حضرت عبادہ بن کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

صامت سے حدیث آئی ہے۔ عن عبادہ ابن الصامت ان النبی صص قال ام القرآن عوض من غیر ہا و لیس غیر ہا منها بعوض قال ابو عبد اللہ رواہ کلہم نقات کتاب القراء بیہقی ص ۱۳

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ام القرآن ہر صورت کا بدل بن سکتی ہے اور کوئی دوسری سورت اس کا بدل نہیں بن سکتی۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر نماز میں صرف سورت فاتحہ پڑھ لی جائے تو کافی ہے۔ اگرچہ اور کوئی سورت نہ پڑھی جائے اور اگر کوئی سورت پڑھ لی جائے اور سورت فاتحہ نہ پڑھی تو نماز قطعاً نہیں ہوگی۔

### حدیث نمبر ۹

عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تجزی صلاۃ لا یقرأ فیہا بفاتحۃ قلت فان کنت خلف الامام فاخذ بیدی و قال اقرا باہا فی نفسک یا فارسی (صحیح ابن خزیمہ متہ اسنادہ صحیح موارد المظمان ص ۲۵۷ من طریق ابن خزیمہ حضرت ابو ہریرہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ نماز کفایت نہ کرے گی جس میں سورت فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی۔ میں نے کہا اگرچہ میں امام کے ہتھے ہوں تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا اس کو اپنے جی میں آواز کے بغیر پڑھو۔ اے فارسی اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ سورت فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ اگرچہ امام کے پیچھے ہو۔

### اعتراض

حنفی حضرات اس حدیث پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے فارسی کہا ہے حالانکہ آپ دوس قبیلہ کے تھے فارسی نہیں تھے۔ اس لئے یہ حدیث مشکوک ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حنفیہ کا ایسا کہنا غلط ہے بلکہ ابو ہریرہ فارسی زبان بولا کرتے تھے اس کا ثبوت وہ حدیث ہے جو باب حضانہ فی الصغر مشکوٰۃ ص ۲۹۳ پر ہے۔ ابو ہریرہ کے پاس ایک عورت آئی جاءتہ امرتہ فارسیہ ایک فارسی بولنے والی عورت

ت ابو ہریرہ کے پاس آئی اور اس نے آپ ﷺ سے فارسی میں کلام کی تو ابو ہریرہ نے اسے فارسی میں جواب دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابو ہریرہ فارسی زبان بولا کرتے تھے اسی لئے رسول اللہ ﷺ ان کو فارسی کہا کرتے تھے تو معلوم ہوا کہ حدیث شک سے الکل خالی ہے۔ باقی رہا جی میں پڑھنا تو اس کی تشریح مسلم کی حدیث میں گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر ۱۰

ابو داؤد ص ۱۲۵ پر حدیث ہے کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اس نے جلدی جلدی نماز ادا کی رکوع اور سجود اطمینان سے نہیں کرتا تھا۔ رکوع و سجود اعتدال سے خالی تھے تو آپ نے حکم دیا نماز دوبارہ پڑھ تیری نماز نہیں ہوئی۔ وہ گیا اور دوبارہ نماز اس نے اسی طرح پڑھی اور پھر نبی مکرم ﷺ کے پاس آیا سلام عرض کیا تو آپ نے پھر پہلے کا حکم دیا اور تین مرتبہ ایسا ہوا پھر اس نے عرض کی مجھے تو اسی طرح نماز پڑھنا آتی ہے۔ آپ ﷺ مجھے نماز سکھائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اذا قمت فتوجهت الی القبلتہ فکبر ثم اقرا بام القرآن و ما شاء اللہ ان تقرأ۔ جب تو قبلہ رخ ہو کر گھڑا ہو تو تکبیر کو پھر ام القرآن پڑھ اور اس کے علاوہ کچھ پڑھ جو اللہ چاہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں قراءت فاتحہ ضروری ہے۔ خواہ اور قراءت کرے یا نہ کرے۔ حنفیہ کا یہ کہنا کہ قرآن میں سے جہاں سے چاہے پڑھ لے نماز ہو جائے گی۔ سورت فاتحہ کی قراءت نماز میں فرض نہیں۔ جیسا کہ امام ابو حنیفہؒ کا فرمان ہے۔ ادتی ما یجزی من القرأۃ فی الصلوۃ (یعنی عند ابی حنیفہ ہدایہ جلد اول ص ۱۱۸)

کم سے کم قراءۃ جو نماز میں کفایت کر سکتی ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایک آیت ہے۔ لہذا کمنا درست نہیں بلکہ کم سے کم قراءت جو نماز ہونے کے لئے ضروری ہے وہ سورت فاتحہ کی قراءت ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا فاقرأہ و ما تیسرہ القرآن پڑھو اگرچہ تم کو جتنا آسان ہو قرآن میں سے سورہ المزمل اور نبی اکرم ﷺ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

نے ماتیسر من القرآن سے مراد فاتحہ لی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے ابو داؤد شریف کے حوالہ سے پڑھ لیا ہے۔ لہذا آپ اپنی ایمانی قوت کا جائزہ لیں۔ نبی ﷺ تو نماز میں فاتحہ و ماتیسر سے مراد سورت فاتحہ لیں اور امام ابو حنیفہؒ صرف ایک آیت نماز ہونے کے لئے کافی سمجھیں تو آپ کس کی بات مانیں گے تو اس سے ظاہر ہے جس میں ایمان ہو گا وہ تو نبی ﷺ کی طاعت اور اتباع کو ہی غیمت جانے گا اور اپنے لئے سعادت اور نیک بختی کا پروانہ جانے گا اور جس کے دل میں نبی ﷺ کے علاوہ دوسرے کی محبت غالب ہوگی تو وہ یقیناً دوسروں کے قول کو ترجیح دے گا اور اصل بات یہی ہے کہ نبی ﷺ کی بات ہی زیادہ معتبر ہوتی ہے۔ قرآنی آیات کی تفسیر آپ ہی کی قائل اعتبار ہے۔ مثل کے طور پر آپ نے من کل منکم مریضا وہ اذای من رائے فقہیہ من صیام او صدقہ اونک کی تفسیر میں فرمایا صیام سے مراد تین روزے ہیں اور صدقہ سے مراد چھ مساکین کا کھانا اور نک سے مراد ایک بکری کی قربانی ادا کرے۔ حالانکہ صیام سے مراد تین سے کم اور زائد بھی مراد ہو سکتے ہیں اور صدقہ سے مراد چھ مساکین کے علاوہ زائد اور کم بھی مراد لئے جاسکتے ہیں اور قربانی کی بکری کے علاوہ اٹڈے کی بھی قربانی کرنا حدیث میں آیا ہے۔ مگر پوری امت نبی ﷺ کی اسی تفسیر پر متفق اور عامل ہیں اور اس حکم کی مخالفت نہیں کرتے تو پھر کیا وجہ ہے کہ حنفی حضرات فاتحہ و ماتیسر من القرآن کی تفسیر جو نبی ﷺ نے کی ہے نہیں مانتے اور اما ابو حنیفہؒ کی تفسیر مانتے ہیں۔ جو انہوں نے ماتیسر کی تفسیر کی ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اتباع و طاعت رسول کے مقابلہ میں حنفی حضرات امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کو ترجیح دیتے ہیں جیسا کہ سابقہ لوگوں نے کیا وہی روش اختیار کی ہے۔ ولما جاء ہم رسول من عند اللہ مصدق لما معهم نید فریق من الذین او تو الکتاب کتاب اللہ وراء ظهور ہم کانہم لا یعلمون (آیت نمبر ۱۰۱ البقرہ) اور جب ان کے پاس اللہ کا اک رسول آیا جو اس کی تصدیق کرتا ہے جو ان کے پاس

ہے تو ایک گروہ نے تورات کو پس پشت پھینک دیا گویا کہ وہ جانتے ہی نہیں۔ بعین ہی یہی رویہ حنفیہ کا ہے امام کی تقلید کے مقابلہ میں اطاعت و اتباع رسول کی پرواہ نہیں کرتے۔ ان للہ وانا الیہ راجعون  
بریں عقل و دانش بیاید گریست۔

### استدل لال نمبر ۱۱ قراءت فاتحہ کی فرضیت قرآن سے

اللہ تعالیٰ رب العزت نے قرآن مجید میں ہر نمازی کو نماز میں قراءت کرنے کا حکم دیا ہے اس بات کو حنفی بھی مانتے ہیں مگر وہ مقتدی کو ایک ضعیف حدیث کے ذریعے قراءت کرنے سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں اور وہ حدیث من کان له امام فقراءة الامام له قراءة یہ روایت مرسل ہے دیکھو کتاب القراءۃ امام بیہقی ص ۱۲۸ اور امام بخاری نے کہا یہ حدیث مرسل اور منقطع ہے۔ (جزاء القراءت خلف الامام امام بخاری ص ۵) امام وار قلی نے دار قلمی جلد اول ص ۳۲۲ پر لکھا اس روایت کو موسیٰ بن ابی عائشہ سے صرف دو راویوں نے مسند روایت کیا ہے امام ابو حنیفہ اور حسین بن عمارہ نے یہ دونوں راوی ضعیف ہیں۔ غرضیکہ یہ روایت ضعیف اور نہ قلیل استدلال ہے۔ امام شوکانی نے نیل الاوطار ص ۲۴۷ پر روایت نقل کر کے لکھتے ہیں قدروی مسند من طرق کھٹا ضعیف والصحیح انہ مرسل یہ روایت کئی سندوں سے مسند روایت کی گئی ہے وہ سب سندین ضعیف ہیں اور اصل یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ اس روایت کی تمام سندیں معلول ہیں (نیل الاوطار ص ۲۴۷) حضرت امام عبدالرحمن مبارک پوری تحقیق الکلام میں حنفیہ کی پانچویں دلیل میں اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں جابر کی روایت و حدیث نہایت ضعیف ہے۔ اس کی سند میں جابر جعفری واقع ہیں۔ جس کی نسبت امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں۔ جن لوگوں سے میں نے ملاقات کی ہے ان میں سے عطا سے زیادہ بہتر اور جابر جعفری سے زیادہ جھوٹا میں نے کسی کو نہ دیکھا۔ جب میں نے جابر جعفری سے کوئی بات کی اپنی رائے سے بیان کی تو

اس نے اس بات کے بارے میں کوئی حدیث مجھے لا کر دی (ص ۱۳۴) تخریج زہلی ص ۷ جلد ۲) علامہ سندھی حاشیہ ابن ماجہ میں لکھتے ہیں کتاب الزوائد میں ہے کہ جابر کی اس حدیث کی سند میں جابر جعفی ہے جو کذاب ہے۔ (تحقیق الکلام ص ۱۳۴)

اس روایت کے حالات آپ نے مطالعہ کر لئے ہیں کہ روایت مرسل منقطع ضعیف اور عند المحدثین ناقابل استدلال ہے اور اس کے راوی کذاب اور ضعیف ہیں مگر پھر بھی حنفی حضرات سینہ تان کر بڑے فخر کیساتھ اس حدیث کے ذریعے قراءۃ فاتحہ یا مطلق قرات سے مقتدی کو مستثنیٰ قرار دیتے ہیں جبکہ اللہ رب العزت پوری امت محمدیہ کو حکم دیتے ہیں فاقرءوا ما تیسر من القرآن نماز میں قرآن کی قراءت جس قدر آسان ہو پڑھو۔ پڑھنے کا سب کو حکم ہے خواہ کوئی بھی ہو۔ مگر حنفی حضرات بلا دلیل مقتدی کو قراءت سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔ جس حدیث کے ذریعے مقتدی کو قراءت سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں اس کا حال آپ نے معلوم کر لیا ہے۔ اور جب موڑ میں آتے ہیں تو اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے صحیح حدیث کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں کہ قرآن کے خلاف ہے اور کہتے ہیں اس کو مان لینے سے قرآن کے تقدس کو نقصان ہو گا اور تقدس مجروح ہو گا۔ اس کی مثال وہ حدیث ہے جس میں نبی ﷺ نے فرمایا۔ جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا تو اس کا نکاح باطل ہے۔ اس کا نکاح باطل ہے اس کا نکاح باطل ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب النکاح باب الولی ص ۲۷۱) اس صحیح حدیث کو اس آیت کے مقابلہ میں رد کر دیا جس میں ذکر ہے فان طلقها فلا تحل له حتی تنکح زوجا غیرہ۔ اس آیت سے حنفیہ استدلال کرتے ہیں کہ عورت اپنے نفس کی مالک اور خود مختار ہوتی ہے۔ اپنا نکاح کرا سکتی ہے کما حدیث آیت کے مفہوم کے خلاف ہے۔ ہم اس حدیث کو نہیں مانتے۔ اگرچہ حدیث صحیح ہے لیکن من کان له امام فقراہ الامام له قراءت والی حدیث قرآن کے مقابلہ میں مان لی۔ اگرچہ حدیث پرلے درجہ کی ضعیف ہے کیونکہ حدیث اپنے مطلب کی تھی اب یہاں



قرآن کا تقدس مجروح نہیں ہوا؟ ہائے افسوس اور ایسے ہی حنفیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں ذکر ہے کہ نماز میں اطمینان اور اعتدال فرض ہے۔ ٹھکرا دی اور کہا کہ قرآن کے خلاف ہے۔ اگرچہ وہ بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔ کہا فلا يجوز الحاق التعديل بامر الركوع و السجود على سبيل الفرض تعديل ارکان کو رکوع اور سجود کی طرح فرض سمجھنا جائز نہیں۔ حالانکہ تعديل ارکان اگر فرض نہ ہوتے تو رسول ﷺ یہ نہ فرماتے کہ تیری نماز نہیں ہوئی جا دوبارہ نماز پڑھ۔ مگر حنفیہ نے اپنی سینہ زوری سے متفق علیہ حدیث کو رد کر دیا یہ حدیث مشکوٰۃ باب مفتة الصلوة فصل اول میں ہے اور حدیث کو رد کرنے کی یہ بحث نور الانوار ص ۱۵ پر ہے۔ ایسا رویہ قرآن کے تقدس کو برقرار رکھنے کے لئے اختیار کیا مگر یہی تقدس قرآن برقرار رکھنے کے لئے فاقرء و اما تیسر من القرآن کے حق میں کیوں نہ اختیار کیا۔ مگر اصل بات یہ ہے تقدس ملحوظ خاطر نہیں بلکہ اپنی تقلید اور مسلک کا تقدس برقرار رکھنا ہے۔ اگرچہ غلط طریقہ ہی سے ہو۔ میٹھا میٹھا ہپ ہپ۔ کڑوا کڑوا تھو تھو۔ امام بخاری نے جزء القراءة میں اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے حنفیہ سے کہا گیا۔

اتفق اهل العلم وانتم انه لا يحتمل الامام فرضا عن القوم ثم قلتم القراءة فريضة و تجمل الامام هذا الفرض عن القوم اهل علم نے اور تم نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ امام قوم کا فرض نہیں اٹھاتا پھر تم نے کہا کہ قراءت فرض ہے اور امام اس فرض کو قوم کی طرف سے اٹھا لیتا ہے یہ کیسا تضاد ہے اور اس کا حل کیا ہے۔ نوٹ یہ بات انہوں نے ہدایہ میں کہی ہے باب مفتة الصلوة فرائض الصلوة سنة تكبير تحريم، قیام، قراءت، رکوع، سجود اور مقدار تشہد نماز کے آخر میں۔ آدم برسر مطلب اللہ تعالیٰ نے جس نماز میں قراءت کے کرنے کے حکم پر نمازی کو دیا تھا اس کا ذکر سورہ طہ کے آخر میں پانچ نمازوں کے ضمن میں فرمایا۔

و سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبها و من اناء الليل  
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

فسبح واطراف النهار لعلک ترضی (ظہ' نمبر ۱۳۱) اور نماز پڑھ اپنے رب کی حمد کے ساتھ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے، نماز فجر اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے عصر کی نمازے اور رات کی گھڑیوں میں مغرب و عشا کی نمازیں پس نماز پڑھ اور دن کی دو طرفوں میں (دن کے پہلے حصے کا آخر کنارہ اور دن کے دوسرے حصے کا پہلا کنارہ یعنی ظہر کی نماز) تاکہ آپ خوش ہوں (انعام الہی سے۔

بعینہ یہی ترجمہ تفسیر جلالین نے کیا ہے صحیح کا ترجمہ صل نماز پڑھ کیا ہے۔ اور لغت میں بھی صحیح کا ترجمہ صل نماز پڑھ ہے اور تفسیر حقانی نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔ تنبیح سے مراد اکثر علمائے کے نزدیک نماز پنجگانہ ہے اور تفسیر امام شوکانی نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔ دیکھو اس آیت میں پانچ نمازوں کا بھی ذکر ہے اور الحمد کے ساتھ پڑھنے کا حکم بھی موجود ہے۔ نص قرآنی کے ترک سے کفر لازم آتا ہے۔ نماز میں ہر نمازی کا الحمد پڑھنا نص قرآنی سے ثابت ہے۔ منکرین حق کے بارے میں اس سے زیادہ نہیں کہا جاسکتا۔

من لم يحکم بما انزل اللہ فاولاٰئک ہم الکافرون۔ ظالمون' فاسقون المائدہ آیت ۴۴، ۴۵، ۴۶

جو وحی کے مطابق فیصلہ نہ کرے یہی لوگ کافر، ظالم اور فاسق ہیں۔ گویا اللہ نے ماتیر من القرآن کی وضاحت الحمد سے فرمادی اور رسول اللہ ﷺ نے ابو داؤد کی حدیث میں یہی وضاحت کر دی اور مزید بخاری و مسلم دیگر کتب حدیث میں یہ وضاحت آگئی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا لا صلاة لمن یقرأ بفاتحة الكتاب یعنی الحمد کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ اس سے زیادہ کیا وضاحت ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلعم نے فیصہ دے دیا ہے الحمد کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ اور سورہ احزاب میں فرمایا۔

وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسوله امر ان یکون لهم الخیرة من امرهم و من یعص اللہ ورسوله فقد ضلّ ضللاً مبیناً

## ۹۹ باب الموقوف) سحر کج ص ۴۵

وہ نبی ﷺ تک پہنچے اور آپ اس وقت رکوع میں تھے تو صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا اور صف کی طرف دوڑے تو اس بات کا ذکر نبی ﷺ سے کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا اللہ تجھے جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا مزید شوق عطا کرے۔ دوڑ کر نہ آیا کرو۔ یعنی رکوع والی رکعت تو ہو گی ہی نہیں پھر بھاگ کر جماعت میں شامل ہونے کا کیا فائدہ کیونکہ رکوع سے قبل تکبیر تحریمہ، قیام، قرأت تین فرض رہ گئے تو پھر رکعت کیسے ہو گی اور یہ حدیث نہ قولی ہے نہ فعلی اور نہ ہی تقریری، حدیث کی یہی تین اقسام ہیں۔ اگر آپ خاموش ہو جاتے تو تقریری حدیث ثابت ہو جاتی اور ابو بکرؓ کا صف میں ملنے سے قبل رکوع کر لینا ثابت ٹھہرتا۔ لیکن عمل چونکہ خلاف شریعت تھا۔ اس لئے آپ خاموش نہ رہے اور جو اس نے غلطی کی تھی یعنی صف میں ملنے سے پہلے رکوع کر لینا اور دوڑ کر جماعت میں شامل ہونا اس پر سرزنش اور تنبیہ کی کہ یہ عمل اچھا نہیں۔ کیونکہ صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز ہوتی ہی نہیں۔ جیسا کہ (مشکوٰۃ ص ۹۹ باب تسوئۃ الصف) میں والصبہ ابن معبد سے حدیث آئی ہے۔

خشت اول چون نہد معمار کج----- تاثر یا گے رسد دیوار کج  
جب بنیاد کی پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی ہو تو آخر تک دیوار کیسے جائے گی۔

رأى رسول الله صل الله عليه وسلم رجلا يصلى خلف الصف و  
حده فامرہ ان يعيد الصلاة رواه احمد والترمذی و ابو داؤد و قال  
الترمذی هذ حدیث حسن۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا وہ صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھ رہا تھا تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ نماز دوبارہ پڑھے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ابو بکرؓ نے جو تکبیر تحریمہ کہہ کر صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا تھا اور پھر اسی حالت میں دوڑتا ہوا صف میں ملا، وہ تکبیر تحریمہ قبول نہیں۔ جب تکبیر تحریمہ ہی قبول نہیں تو اگلی بنیاد

(احزاب ۳۶) کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی امر کا فیصلہ کر دیں تو ہو ان کو کوئی اختیار اپنے کام میں اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو وہ صریح گمراہی میں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول معظم ﷺ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ الحمد کی قراءت کے بغیر کسی بھی نمازی کی نماز نہیں ہوگی۔ تو اس حکم کے خلاف فیصلہ دینے والا اپنے ایمان کا جائزہ لے۔ ”اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن۔۔ پس حدیث مصطفیٰ برجان مسلم داشتن“ یہ تھے نماز میں قراءت فاتحہ کی فرضت کے دلائل جن کا آپ نے مطالعہ کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ان هذه الصلوة لا يصلح فيها شئ من كلام الناس انما هي التسبيح والتكبير وقراءة القرآن (باب مالا يجوز من العمل في الصلوة مشكوة فصل اول بخاری و مسلم)

بے شک یہ نماز ہے اس میں لوگوں کا کلام کرنا مناسب نہیں یہ تو تسبیح، تکبیر اور قرات قرآن ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں بتا دیا ہے کہ نماز ان تین چیزوں کا مجموعہ ہے اور جس کی نماز میں یہ تینوں یا ان میں سے ایک نہیں ہوگی اس کی نماز نہیں ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص نماز میں قرات کرے اور یہ قرات عامہ ہے جبکہ دلائل سے ثابت ہوا کہ فاتحہ کی قرات فرض ہے جس کے بغیر نماز نہیں اور اس حدیث میں تسبیح تکبیر، قرات کا جس کو حکم دیا تھا وہ مقتدی تھا۔ گویا آپ نے اس کو نماز میں باتوں سے منع کیا اور ان تین باتوں کا حکم دیا اور ایسے ہی امام مالک نے موطا میں ابی بن کعب سے روایت ذکر کی ہے اور امام ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر عربی ص ۱۱ پر ذکر کی ہے کہ آپ ﷺ نے ابی بن کعب سے پوچھا کیف تقرأ اذا افتتحت الصلوة جب تم نماز شروع کرتے ہو تو قرات کیسے پڑھتے ہو۔ قال فقرءت عليه الحمد لا رب العالمين حتى اتيت الى آخر تو ابی بن کعب نے عرض کی میں

## کارو

دلیل نمبر ۱

حنفیہ کہتے ہیں کہ رکوع میں ملنے سے رکعت ہو جاتی ہے۔ اگر سورت فاتحہ کی قرأت نماز میں ضروری اور فرض ہوتی تو رکوع میں ملنے سے اور رکوع پالینے سے مقتدی کی رکعت ہرگز نہ ہوتی مگر احادیث سے یہ ثابت ہے کہ رکوع پالینے سے رکعت ہو جاتی ہے۔ امام بخاری نے جزء القراءة مترجم ص ۱۷ پر یہ حدیث ذکر کی ہے۔

فقد ادرکھا قبل ان یقیم الامام صلبہ

جس نے امام کو کمر سیدھی کرنے سے پہلے پالیا اس نے رکعت پالی۔ اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن حمید مجھول الحال راوی ہے۔ اس کی حدیث ناقابل اعتماد ہے۔ اس کی حدیث کا مرفوع ہونا غیر معروف ہے۔ اہل علم کے نزدیک اس کی روایات قابل احتجاج نہیں۔ حضرت امام بخاری امام المحدثین امیر المؤمنین فی الحدیث نے اس حدیث کو رد کر دیا ہے۔ جس سے لوگ رکوع میں ملنے سے رکعت پالینے پر الاستدلال کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۲

عن ابی ہریرہ قل قل رسول اللہ ﷺ من ادرک الركوع فقد ادرک الركعة  
الآخرة يوم الجمعة فليضف اليها أخرى ومن لم يدرک الركوع من  
الركعة الآخر فيصل الظهر اربع ركعات دارقطنی حصہ دوم ص ۱۳  
- حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے آخری رکعت کا  
رکوع پالیا جمعہ کے دن پس چاہئے کہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملا لے اور جس  
نے آخری رکعت کا رکوع نہ پایا وہ ظہر کی چار رکعت نماز پڑھے اس حدیث کی سند میں  
سلیمان بن ابی داؤد الحرانی ہے۔ جسے امام ابو حاتم نے ضعیف کہا ہے اور امام بخاری نے  
اسے منکر الحدیث کہا ہے اور امام ابن حبان نے کہا اس سے حدیث نہیں لی جاتی۔

نماز میں الحمد للہ رب العالمین یعنی سورۃ فاتحہ پڑھتا ہوں حتیٰ کہ میں نے جب آخری آیت پڑھی تو آپ ﷺ نے فرمایا یہی سبع الثالی اور قرآنی عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔ جس کا ذکر سورۃ حجرات ۸۷ میں کیا گیا ہے اب اس میں غور کریں۔ ابی بن کعب بھی رسول اللہ کی اقتداء میں بطور مقتدی کے نماز ادا کرتے تھے اور مقتدی ہونے کی حالت میں نماز کو سورۃ فاتحہ سے شروع کرتے تھے۔ مگر افسوس اب حنفی حضرات امام کے پیچھے منہ بند کر کے کھڑے ہوتے ہیں لاکھوں ہزاروں کی تعداد میں امام کے پیچھے سب کے سب چپ چاپ کھڑے ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب ذکر اللہ کے لئے مسجد میں آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واقم الصلوٰۃ لذكری۔ اے موسیٰ نماز کو میرے ذکر کے لئے قائم کر اور سورت فاتحہ اللہ کا بہترین ذکر ہے۔ اور رکوع سے اٹھ کر سمع اللہ عن حمد (سن لی اللہ نے اس کی بات) جس نے اس کی حمد بیان کی۔ اور کہا ربنا ولك الحمد اے اللہ یہ حمد جو میں نے پڑھی تیرے ہی لئے ہے۔ حالانکہ نہ اس نے حمد بیان کی اور نہ الحمد پڑھی۔ بلکہ زبان بند کر کے کھڑا رہا اور اب جھوٹا اقرار کر رہا ہے کہ میں نے تیری الحمد پڑھی ہے۔ یہ تیرے لئے ہے۔ کیا الحمد کا پڑھنا صرف نفل و سنت کی نماز میں مخصوص ہو گیا ہے۔ فرض کریں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نفل و سنت کے علاوہ صرف فرض پوچھے تو کیا جواب ہو گا۔ جس نماز کی باز پرس ہو گی یعنی فرائض کی۔ اس میں تو الحمد پڑھتے نہیں اور جس کی پوچھ کا امکان نہیں، یعنی نفل، سنت۔ ان میں سب پڑھتے ہیں۔ شاباش! یہ ہے دین میں بصیرت اور فراست۔ نماز میں الحمد کی قرات سورۃ طہ کی آیت ۱۳۰ سے روز روشن کی طرح واضح ہے، مگر حنفی بھائیوں کے نزدیک نص قطعی کا انکار۔ تقلید پر اصرار اور راہ حق سے فرار یہ عادت ہے۔ ان کی یارو۔ وما علینا الا البلاغ المبین

حنفیہ کے نزدیک قرات فاتحہ نماز میں فرض نہیں ان کے دلائل اور ان

دلیل نمبر ۳

عن ابی ہریرہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ قال اذا درکت الركعة الاخره من صلاة الجمعة فصل اليها ركعة واذا فاتتک الركعة الاخره فليصل الظهر اربع ركعات دارقطنی حصہ دوم ص ۱۲

یہ روایت بھی صحیح نہیں۔ امام ابن ابی حاتم اس روایت کے بارے میں اپنے باپ سے علل میں روایت کرتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں اور متن میں خطا ہے اور دراصل امام زہری، ابو سلمہ سے اور وہ ابو ہریرہ سے اس طرح مرفوع روایت کرتے ہیں من ادرك من صلاة ركعته فقد ادركها دارقطنی (حصہ دوم ص ۱۲) جس نے کسی نماز کی ایک رکعت پالی اس نے پوری نماز کا ثواب پالیا۔ اس حدیث سے قبل دونوں روایتیں غیر صحیح ہیں۔ لہذا ان سے رکوع میں ملنے سے رکعت پالینے پر استدلال کرنا اور حجت پکڑنا باطل ٹھہرا اور ان روایات کو باطل ثابت کرنے کے لئے حضرت ابو ہریرہ کا وہ فتویٰ ہے جس کو امام المحدثین امام بخاریؒ نے جزء القراءة میں ص ۱۳۴ پر ذکر کیا ہے۔ عن ابی ہریرہ ؓ قال اذا درکت القوم رکوعاً لم تعد بتلك الركعة حضرت ابو ہریرہ ؓ نے کہا جب تو قوم کو رکوع میں پائے تو اس رکوع والی رکعت کو شمار نہ کرنا اور امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے سے متعلق احادیث بھی ابو ہریرہ سے آئی ہیں اور حضرت ابو ہریرہ کا فتویٰ احادیث کے عین موافق ہے۔ لہذا مسئلہ صاف ہو گیا کہ رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی۔ رکوع سے قبل قیام و قرات دو فرض رہ گئے۔ لہذا رکعت کیسے ہوئی۔

دلیل نمبر ۳

حضرت ابو بکر ؓ والی حدیث ہے۔ وہ خود بیان کرتے ہیں انه انتہی الی النبی صلعم و هو راکع فرکع قبل ان یصل الی الصف ثم مشی الی الصف ف ذکر ذالک للنبی صلعم فقال زادک اللہ حرصاً ولا تعد (مشکوٰۃ ص ۹)



سرے سے غلط ٹھہری لہذا رکوع بھی نہ ہوا کیونکہ تکبیر تحریمہ 'قیام' قرات یہ تینوں فرض رہ گئے تھے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا زادک اللہ حرصا ولا تعد صل ما ادرکت واقض ما سبق جزء القرات (امام بخاری ص ۱۰۱۰۰)

اللہ تعالیٰ تجھے جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا مزید شوق عطا کرے دوڑ کر نہ آیا کرو۔ پڑھ جو امام کے ساتھ پالے اور جو رہ گیا اس کو پورا کر۔ جزا القراءت میں یہ لمبی حدیث ہے کہ وہ دوڑتا ہوا آیا تھا اور اسے سانس چڑھا ہوا تھا۔ اور اس حدیث میں لا تعد میں چار احتمال ہیں اور اصول یہ ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال جب احتمال پیدا ہو جائے تو استدلال کرنا باطل ٹھہرتا ہے۔ حنفی حضرات اس حدیث سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ ابوبکرؓ کی رکوع والی یہ رکعت ہو گئی تھی اور ولا تعد کو لا تعد پڑھتے ہیں۔ یعنی "اعاد یحید" سے جس کا معنی ہے یہ رکعت نہ لوٹانا تیری رکعت ہو گئی۔ سوال یہ ہے کہ کیا صحابی کا یہ عقیدہ تھا؟ کہ رکوع والی رکعت نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ رکعت اٹھ کر پڑھنے لگا تھا اور نبی ﷺ نے اسے دوبارہ رکعت پڑھنے سے منع کر دیا نہیں اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں یہ تو ثابت ہی نہیں ہوتا کہ وہ کونسی رکعت کا رکوع تھا۔ پہلی رکعت کا یا آخری رکعت کا یا بیچ کی کوئی رکعت تھی۔ جب یہ ثابت ہی نہیں تو پھر یہ فتویٰ کیسے دے دیا کہ تیری رکعت ہو گئی ہو سکتا ہے وہ پہلی رکعت ہو۔ تو اسی صورت میں وہ باقی تین رکعت کو پورا کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہو گا تو حنفیہ کا مدعا ثابت نہ ہوا۔ دراصل یہاں چار احتمال ہیں۔ نمبر ۱ یہ کہ "لا تعد" پڑھا جائے۔ یعنی عدا یعدو سے جماعت میں دوڑ کر شامل نہ ہو۔ ۲۔ لا تعد اعاد یحید سے جس کا معنی ہے مت لوٹاؤ۔ یہ رکعت نمبر ۳ لا تعد عاد یعود سے آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا۔ نمبر ۴ لا تعد اس رکعت کو مت شمار کرو۔ اب اس مقام پر جس معنی کا قرینہ موجود ہو گا وہ معنی لیا جائے گا باقی معانی ساقط ہو جائیں گے اور ابن السکن کی روایت میں یہ لفظ موجود ہیں من الساعی انفا" کون تھا یہ دوڑ کر آنے والا بحوالہ سبل السلام شرح بلوغ المرام ص ۲۶

سعی - سعی اور عدا یعلو دونوں کا ایک ہی معنی ہے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے ابو بکرہ کو دوڑ کر آنے سے منع کیا تھا کیونکہ یہ عمل خلاف شرع تھا۔ لہذا دوڑنے کا معنی لیا جائے گا باقی معنی حذف ہو جائیں گے۔ کیوں کہ دوسری حدیث میں ہے۔ اذا سمعتم الاقامة فامشوا الى الصلاة و عليكم السكينة والوقار ولا تسرعوا فما ادرکتهم فصلوا وما فاتکم فاتموا متفق علیہ بلوغ المرام باب صلاة الجماعة وامامة

جب تم اقامت سنو تو جماعت کی طرف چل کر آؤ پورے سکون اور وقار کے ساتھ دوڑو نہیں جو پاؤ لو پڑھ لو اور جو نماز رہ جائے اسے پورا کرو۔ اور اس حدیث میں رکوع والی رکعت کے ہونے یا لوٹانے کا مسئلہ ہی نہیں۔ بلکہ جماعت میں دوڑ کر شامل ہونے سے روکا گیا ہے کہ آئندہ ایسا کلام نہ کرنا اور جب ابو بکرہ کی تکبیر تحریمہ بھی نہیں ہوئی کیونکہ تکبیر تحریمہ جماعت میں ملنے سے پہلے ہی کہہ کر رکوع کر لیا تھا اور پھر اسی حالت میں چل کر جماعت میں شامل ہو گئے۔ جماعت سے خارج تکبیر تحریمہ نامقبول اور غیر معتبر ہے۔ لہذا وہ جماعت میں شامل ہی نہیں ہوئے۔ اس لئے نبی ﷺ نے ان کو ”واقض ما سبق“ کہہ کر نماز دہرانے کا حکم دیا کہ جو رہ گئی اس کو پورا کرو اور ظاہر ہے ان کی ساری نماز ہی رہ گئی تھی۔ کیونکہ بنیاد غلط تھی۔

دلیل نمبر ۵

عن ابی ہریرہ ؓ انه کان یقول من ادرک الركعة ادرک السجدة ومن فاتته قراءة ام القرآن فقد فاتته خیر كثير (مشکوٰۃ ص ۱۰۲ باب ما علی الماموم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہا کرتے تھے جس نے رکوع پا لیا اس نے رکعت پالی اور جس سے ام القرآن فاتحہ کی قرات فوت ہو گئی، یعنی رہ گئی اس سے بہت سے خیر کثیر رہ گئی۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ صاحب مرعہ المفاتیح یہ روایت ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ

امام مالک جو روایت بلغنی کے ذریعے لکھتے ہیں بلغنی کا معنی ہے کہ یہ روایت مجھے پہنچی وہ ضعیف ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے فاعل کا علم نہیں کیا آدی ہے۔ مجہول ہونے کی بنا پر روایت ضعیف ہے روایت بھی بلغنی کے صیغے سے ذکر کی ہے لہذا ضعیف ہے۔ اس حدیث سے رکوع والی رکعت ہونے پر استدلال باطل ہے۔ اور پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بھی اس کے خلاف ہے جیسا کہ آپ نے پہلے پڑھ لیا ہے۔ اور وہ احادیث جن میں ذکر ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی یہ روایت ان احادیث صحیحہ کے بھی خلاف ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ کا ایک فتوے امام بخاری نے اس طرح بھی ذکر کیا ہے

يقول لا يجزء ك الا ان تدك الامام قائما قبل الركوع جزء القراءة امام بخاری مترجم ص ۷۷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تجھے کفایت نہ کرے گی الا یہ کہ تو امام کو رکوع سے پہلے قیام کی حالت میں پالے۔

دلیل نمبر ۶

عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال اذا جئتم ونحن سجد فاسجدوا ولا تعدوا شیا جب تم آؤ اور ہم سجدہ میں ہوں تو تم سجدہ کرو اور سجدہ کو رکعت شمار نہ کرو۔ (جس سے یہ مغالطہ لگتا ہے کہ رکوع پاؤ تو رکعت شمار کر لو۔) اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن سلیمان منکر الحدیث راوی ہے لہذا حدیث ضعیف ثابت ہوئی۔

یہ تھے وہ دلائل جن سے احناف رکوع والی رکعت کے ہونے پر استدلال کرتے ہیں آپ نے ان پر جرح پڑھ لی ہے اور ثابت ہوا کہ یہ تمام دلائل بودے ہیں۔ جن کی بنیاد ضعیف روایات پر ہے جو ناقابل اعتبار ہیں۔ لہذا جب تک نمازی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کی قرأت نہ کرے گا اس کی نماز نہ ہوگی اور نہ ہی رکوع والی رکعت ہوگی۔

دلیل نمبر ۷

حنفی حضرات ایک اور دلیل پیش کرتے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فاتحہ کی

قرات ضروری نہیں وہ یہ ہے۔

عن جابرؓ قال من صلی رکعة لم یقرء فیہا بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام رواه الترمذی

حضرت جابرؓ نے کہا جس نے ہر ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوگی۔ مگر ہاں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر ہو جائے گی۔ جواب یہ جابر کا قول ہے۔ حدیث نہیں ہے۔ اور حنفیہ کو تو اس حدیث سے استدلال بالکل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک نماز میں صرف ایک آیت فرض ہے۔ سورۃ فاتحہ کی قرات فرض نہیں۔ جیسا کہ (ہدایہ ص ۱۱۸ جلد اول) میں ہے ادنیٰ ما یجزئی من القرآن فی الصلاة آية عند ابی حنیفہ اور مقلدین کا بھی یہی مذہب ہونا چاہئے اور جابر کے اس قول سے دلیل نہیں لینی چاہئے اور حضرت جابر کا یہ قول تو حنفیہ کے اس لحاظ سے بھی خلاف ہے وہ یہ کہ حنفیہ کے نزدیک پچھلی دو رکعتوں میں کچھ بھی نہ پڑھے تو حنفیہ کی نماز ہو جاتی ہے۔ قالوا لا تجب القراءة فی الاخرین فی الفرائض فان سبح فیہما او قام ساکتا اجزاه بہ قال الثوری والاوزاعی و ابراہیم النخعی و سلف اہل العراق تعلیق الممجد علی مؤطا امام محمد ص ۹۸

احناف نے کہا فرائض کی پچھلی دو رکعتوں میں قرات فرض نہیں۔ پس اگر نمازی ان دونوں میں تسبیح پڑھ لے یا خاموش کھڑا رہے تو کافی ہے ثوری، اوزاعی، ابراہیم نخعی اور سلف اہل عراق کا یہی مذہب ہے۔ اور حضرت جابر کے قول سے یہ ثابت ہے ہر ہر رکعت میں جب تک سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی نماز نہیں ہوگی تو جابر کا یہ قول حنفیہ کے مسلک کے خلاف ہے نہ کہ موافق۔

دلیل نمبر ۸

حنفیہ حضرت جابر کا یہ قول مرفوعاً بھی روایت کرتے ہیں۔ عن جابر ابن عبد اللہ

ان النبی صلعم قال کل صلاة لا یقرء فیہا بام الکتاب فہی خداج الا ان یکون وراء الامام فی سند هذا الحدیث یحیی ابن سلام وهو ضعیف دارقطنی جلد اول ص ۳۳۷ والصواب

موقوف ہر نماز جس میں ام الکتاب نہ پڑھی جائے وہ مردہ ہے، مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو تو نماز ہو جائے گی خواہ نہ پڑھے اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن سلام راوی ضعیف ہے اور دراصل یہ حدیث موقوف ہے مرفوع نہیں اور باوجود اس کے ضعیف ہے۔ اور ہدایہ ص ۱۱۳ جلد اول میں ہے۔ من قرء فی العشاء فی الاولیین السورة ولم یقرء بفاتحة الكتاب لم یعد فی الاخریین جس نے عشاء کی پہلی دو رکعت میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ اور کوئی سورۃ پڑھی اور فاتحہ الکتاب نہ پڑھی تو وہ پچھلی دو رکعتوں میں بھی نہ دہرائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کی چاروں رکعات قرأت فاتحہ سے خالی ہیں اور فاتحہ کے بغیر ہو جاتی ہیں جبکہ جابر کا قول اس مسلک کے بالکل خلاف ہے لہذا جابر کے قول سے استدلال کرنا فضول ٹھہرا۔

دلیل نمبر ۹

اذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون سورة اعراف آیت ۲۰۱

جب قرآن پڑھا جائے تو سنو، اور خاموش رہو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ حنفی حضرات کہتے ہیں کہ یہ آیت فرضی نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جب امام جہری نمازوں میں قرأت بلند آواز سے پڑھے تو مقتدی خاموش رہ کر سنے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کانویتکلمون فی الصلاہ ابن اکثیر لوگ نماز میں باتیں کرتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اس حدیث سے تو یہ معلوم ہوا کہ نماز میں باتیں کرنے سے روکنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ نہ کہ سورت فاتحہ پڑھنے سے روکنے کے لئے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کنا یسلم بعضنا علی بعض فی الصلوة ہم آپس

میں نماز کے اندر باتیں کیا کرتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن کثیر۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ نماز پڑھتے ہوئے آپس میں سلام و کلام سے باز رہے۔ اس حدیث سے بھی مقتدی کے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی نفی نہیں۔ تفسیر ابن کثیر میں اسی آیت کے تحت امام زہری سے یہ روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نماز میں بلند آواز سے قرات کرتے تو صحابہ بھی بلند آواز سے قرات کرتے۔ پھر آپ نے منع کر دیا تو لوگ بلند آواز کے ساتھ قرات کرنے سے رک گئے۔ اور ابو داؤد کی احادیث میں ذکر ہے آپ ﷺ نے فرمایا تم عشاء، فجر کی نمازوں میں جب میں بلند آواز سے قرات کروں تو تم سوائے سورۃ فاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھا کرو تو اس سورت میں بھی فاتحہ کی قرات کی اجازت تو باقی رہی۔ امام زہری کے قول سے بھی سورۃ فاتحہ کی قرات کی نفی نہیں صرف قرات کی ممانعت ثابت ہوئی۔ اور پھر یہ بھی قابل غور بات ہے کہ امام زہری کی یہ حدیث مرسل ہے اور مرسل روایت عند المحدثین ضعیف ہوتی ہے دیکھو (تدیب الراوی جلد اول ص ۱۹۸ اور ص ۲۰۵) پر ہے۔ مراہیل زہری لیس ششی امام زہری کی مراہیل روایات کسی کلام کی نہیں اور ایک جواب اس کا یہ بھی ہے کہ یہ آیت سورت اعراف کی ہے جو کمی سورت ہے اور فاتحہ کی قرات نماز مدینہ میں فرض ہوئی ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی گلیوں میں اعلان کیا کرتے تھے کہ لوگو! سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ (کتاب القراءة امام بیہقی ص ۱۷)

قال ابو ہریرۃ امرنی رسول اللہ ان انادی ان لا صلوة الا بقراءة فاتحہ الكتاب----- اور کتاب القراءہ امام بیہقی ص ۹۶ پر لکھا ہے۔

لوگ نماز میں باتیں کرتے تھے پھر مدینہ میں قومو اللہ قاتین آیت نازل ہوئیں تو لوگ نماز میں باتیں کرنے سے باز آئے۔ مگر اعراف کی آیت اذا قرء القرآن نے لوگوں کو نماز میں باتیں کرنے سے بھی نہ روکا۔ امام احمد فرماتے ہیں اگر مان لیا جائے کہ اذا قرء القرآن نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو یہ صرف نماز میں باتیں کرنے سے روکنے

کے لئے ہے نہ کہ مقتدی کو ذکر اللہ اور قرات فاتحہ سے روکنے کے لئے نازل ہوئی۔ (دیکھو کتاب القراءت بیہقی ص ۹۷) مقتدی کو امام کے پیچھے قرات سے منع کرنے کے لئے تو کئی احادیث ہیں۔ مگر قرات فاتحہ الکتاب سے منع کرنے کی ایک بھی حدیث نہیں آئی۔ جبکہ فاتحہ کی قرات کا حکم کئی صحیح احادیث میں موجود ہے۔ علامہ عبدالحی لکھنوی نے تعلیق المجد موطا امام محمد ص ۹۹ پر لکھا ہے۔

انہ لم یرد فی حدیث مرفوع صحیح النہی عن قراءۃ الفاتحۃ خلف الامام و کل ما ذکر وہ مرفوعا امالا اصل لہ و امالا یصح کحدیث من قرء خلف الامام ملئ فوہ ناراً اخرجہ ابن حبان فی کتاب الضعفاء واتہم بہ مامون بن احمد احد الکذابین ذکرہ ابن حجر فی تخریح الہدایہ و کحدیث من قرء خلف الامام ففی فیہ جمرۃ ذکرہ صاحب النہایۃ وغیرہ مرفوعا ولا اصل لہ

امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی نہی کے بارے میں ایک بھی صحیح مرفوع حدیث وارد نہیں ہوئی اور اگر کوئی حدیث اس بارے میں ذکر کی گئی ہے یا تو اس کا اصل ہی نہیں اور یا وہ صحیح نہیں۔ جیسا کہ وہ حدیث ہے کہ جس نے امام کے پیچھے پڑھا اس کے منہ میں آگ بھری جائے۔ اس کو ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں روایت کیا ہے اس کی سند میں مامون بن احمد کذاب آدمی ہے اور ایسے ہی جمرہ والی روایت ہے کہ جو امام کے پیچھے قرات کرے اس کے منہ میں چنگاری تو اس روایت کی بھی کوئی اصل نہیں۔ اور خفیہ کو تو اس آیت سے کسی قسم کا استدلال نہیں کرنا چاہئے کیونکہ عند الحنفیہ یہ آیت تعارض کی وجہ سے ساقط ہو چکی ہے۔ جیسا کہ نور الانوار ص ۱۹۳ پر ہے۔ کہ جب دو آیتوں میں تعارض ہو تو دونوں ساقط ہو جاتی ہیں۔ ان پر عمل نہیں ہو سکتا البتہ حدیث کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ پھر لکھا ہے کہ اذا قرء القرآن استمعوا



لہ وانصتوا اور فاقراء واما تيسر من القرآن سورة مزل کی آیت ان دونوں آیتوں میں تعارض ہے۔ پہلی میں تلاوت قرآن کے وقت چپ رہنے اور سننے کا حکم ہے جبکہ دوسری میں مقتدی کو پڑھنے کا حکم ہے۔ لہذا دونوں ساقط ہو جائیں گی۔ پھر حدیث کی طرف رجوع کریں گے اور وہ حدیث یہ ہے من کان له امام فقرأه الامام له قراءۃ امام کی قرات مقتدی کی قرات ہے۔ لہذا مقتدی کو قرات کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس حدیث کا حال آپ نے پڑھ لیا ہے۔ یہ حدیث ضعیف اور معلول ہے اس حدیث کی کوئی بھی سند صحیح نہیں۔ اس لئے حنفیہ کو تو اس آیت سے بالکل استدلال و احتجاج نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ عند الحنفیہ یہ آیت ساقط الاعتبار ہو چکی ہے۔ اور امام فخر الدین رازی تو یہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ سورۃ حم السجده میں ہے۔

وقال الذی کفروا لا تسمعوا لهذا القرآن والغوفیہ لعلکم تغلبون کافروں نے کہا تم قرآن کی تلاوت کے وقت شور مچاؤ ماکہ تم غالب ہو جاؤ (ماکہ قرآن کا اثر نہ ہو سکے) تو ان کو اس حرکت سے باز رکھنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ اے کافرو! جب قرآن پڑھا جائے تم خاموش رہا کرو قرآن سنو ماکہ تم پر رحم کیا جائے اور اس آیت سے پہلے بھی کافروں کا ہی ذکر ہے اور مومنوں پر تو پہلے ہی خدا کا رحم ہو چکا تھا، کیونکہ وہ تو پہلے ہی قرآن پر ایمان لا چکے تھے۔ اور اگر یہ آیت نماز کے بارے میں تسلیم کر لی جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس آیت میں مقتدیوں کو خاموش رہ کر سننے کا حکم ہے اور اس سے اگلی آیت میں دل میں آہستہ قرات کرنے کا حکم دیا گیا ہے فرمایا

واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخیفۃ ودون الجهر من القول بالغلو والاصال ولا تکن من الغافلین اور یاد کرتے رہئے! اپنے رب کو اپنے جی میں گڑ گڑا کر اور ڈرتے ہوئے اور نہ بلند

کلام سے صبح اور شام کے وقت اور نہ رہے اس کی یاد سے غافل۔

مسئلہ صاف ہو گیا کہ ہر نمازی مسجد میں اللہ کے ذکر کے لئے آتا ہے۔ اس لئے غفلت سے نہ کھڑا رہے بلکہ آہستہ سے بلند آواز کئے بغیر سورۃ فاتحہ کی قرات دل میں کرتے رہے یعنی زبان سے آواز کے بغیر زبان کو حرکت دے کر ماکہ اپنے کان سن سکیں اور امام کی قرات میں خلل انداز نہ ہو سکے اور بالغہ والاصل سے مراد صبح و شام اور عشاء کی نمازیں مراد ہیں۔ اور ظہر اور عصر کی نمازیں ان میں چونکہ امام قرات بلند آواز سے نہیں پڑھتا لہذا مقتدی کو فاتحہ اور دیگر سورتیں پڑھ لینی چاہئیں جیسا کہ آپ پہلے پڑھ آئے ہیں۔ اذا قرء القرآن جب قرآن پڑھا جائے اس سے مراد مغرب، عشاء کی پہلی دو رکعات اور فجر کی دو رکعت مراد ہیں ان میں امام قرات بلند آواز سے پڑھتا ہے۔ اور گیارہ رکعتوں میں امام خاموشی سے پڑھتا ہے لہذا مقتدی بھی خاموشی سے قرات فاتحہ کرے۔

### دلیل نمبر ۱۰

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا نسائی جلد اول ۱۳

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتدار کی جائے یعنی جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرات کرے تو تم خاموش رہو۔ امام مسلم کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے اور بغیر سند کے امام مسلم نے اس حدیث کو اپنی کتاب مسلم میں درج کیا ہے۔ احتاف اس حدیث سے یہ استدلال کرتے ہیں۔ اس حدیث میں کہا گیا ہے۔ جب امام پڑھے تم چپ رہو۔ امام بخاریؒ نے جزء القراءة میں لکھا ہے اگر اس حدیث کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سورت فاتحہ کی قرات کے علاوہ امام کی باقی قرات میں مقتدی خاموش رہے۔ یعنی قرات فاتحہ کرے اور کوئی سورت نہ پڑھے۔ کیونکہ فاتحہ کی قرات نماز میں فرض ہے جیسا کہ دیگر احادیث

سے ثابت ہے فرمایا

ولو صح لكان يحتمل سوا فاتحة الكتاب (جزء القراءة عربی ص ۲۹) اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرأت فاتحہ کرے اور باقی قرأت نہ کرے بلکہ خاموش رہے اور دراصل امام مسلم کے سوا باقی تمام محدثین کے نزدیک اس حدیث میں ”اذا قرء فانصتوا“ کے الفاظ زائد اور مدرج الفاظ ہیں جیسا کہ شرح مسلم امام نووی ص ۱۷۵ امام مسلم کے سوا باقی جلیل القدر محدثین کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ اذا قرء فانصتوا کا جملہ اسی حدیث میں سلیمان تیمی نے بڑھایا ہے اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے باقی تمام شاگردوں کی مخالفت کی ہے۔ امام بیہقی، امام ابو داؤد امام یحییٰ ابن معین، امام حاتم رازی، امام وار قطنی، حافظ علی نیشاپوری امام حاکم ابو عبد اللہ ان سب نے کہا هذا اللفظ غير محفوظ في هذا الحديث في الفاظ فاذا قرء فانصتوا اس حدیث میں غیر محفوظ ہیں واجتماع هؤلاء الحفاظ على تضعيفها مقدم على تصحيح مسلم لا سيما لم يروها مسندة في صحيحه

ان حافظوں کا اجتماع اس حدیث کے ضعیف ہونے پر امام مسلم کے اس حدیث کو صحیح کہنے پر مقدم ہے اور پھر امام مسلم نے اس حدیث کی سند بھی مسلم میں ذکر نہیں کی اور جب امام مسلم سے پوچھا گیا اگر آپ اس حدیث کو صحیح سمجھتے ہو تو پھر اس کی سند ذکر کیوں نہیں کی تو جواب دیا میں مسلم میں سند کے ساتھ وہ حدیث ذکر کرتا ہوں جس کی سند پر محدثین کا اتفاق ہو اور چونکہ اس حدیث کی سند پر محدثین کا اتفاق نہیں اس لئے میں نے اذا قرء فانصتوا والی روایت کی سند بیان نہیں کی۔ یہ ہے حقیقت اس حدیث کی جس سے حنفی حضرات مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت فاتحہ کرنے سے روکتے ہیں۔ اور یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کی جاتی ہے جب کہ حضرت ابو ہریرہ امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنے کے قائل تھے۔ اور فتویٰ دیتے تھے کہ قرأت کے بغیر

نماز نہیں ہوگی۔ لہذا حنفیہ کا اس حدیث سے استدلال کرنا کہ مقتدی فاتحہ نہ پڑھے باطل ٹھہرا۔

دلیل نمبر ۱۱

عن ابن عباس اخذ رسول اللہ من القراءة من حیث کان بلغ ابو بکر ابن ماجہ۔

جہاں سے ابو بکر نے قرات چھوڑی تھی وہاں سے رسول اللہ ﷺ نے قرات شروع کی۔ یہ بیماری کی حالت کا واقعہ ہے۔ اس حدیث سے استدلال کر کے حنفیہ کہتے ہیں اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ نے سورت فاتحہ نہ پڑھی بلکہ آگے سے قرات کی اور قرات فاتحہ کے بغیر آپ کی نماز ہو گئی۔ اصل بات یہ ہے کہ ابن ماجہ کی یہ حدیث ضعیف ہے۔ بخاری میں حدیث ہے کہ یہ ظہر کی نماز تھی جس میں نبی اکرم ﷺ نماز میں ابو بکر کے بائیں جانب بیٹھ گئے تھے۔ اور ظہر کی نماز میں قرات نہیں ہوتی اور پھر یہ بھی کہ حنفیہ کے نزدیک تو امام کے لئے قرات فاتحہ واجب ہے۔ پھر امام کی نماز بغیر فاتحہ کیسے ہو گئی۔

### عرض مصنف

ان تمام دلائل سے ثابت ہوا سورۃ فاتحہ کی قرات کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ نمازی خواہ امام ہو یا مقتدی اور خواہ اکیلا ہو اور خواہ مرد ہو یا عورت اور نماز جہری ہو یا سری۔ فرض ہو یا نفل، سفری ہو یا حضری۔ نماز جنازہ یا عیدین میں جب تک ہر ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے گی۔ نماز نہیں ہوگی۔ یہ سورت بہت ہی عظیم الشان سورت ہے اور دین کا ستون ہے لہذا مسلمانوں کو اپنی نمازوں میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت ضرور کرنا چاہئے۔ اس مختصر سے رسالہ میں دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے اس مسئلہ کو واضح کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام جب تک اس رسالہ کو مکمل طور پر مطالعہ نہیں کریں گے اس کے نقائص اور عیوب سے آگاہی حاصل نہ کر سکیں گے اور نہ ہی اس

کی خوبیاں منظر عام پر آئیں گی۔

تأمر و سخن نہ گفتہ باشد — عیب و ہنرش نہفتہ باشد

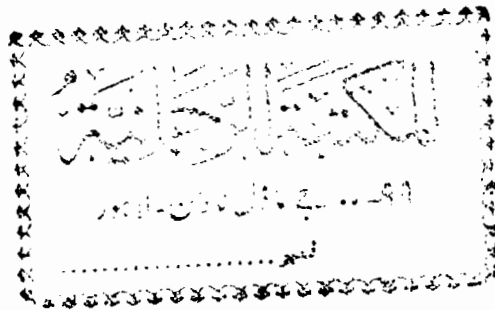
سمو و نسیان چونکہ انسان کی طبیعت میں فطری طور پر ودیعت کیا گیا ہے کوشش کے باوجود بھی غلطی کا امکان موجود ہوتا ہے اگر کوئی صاحب غلطی محسوس کرے تو اطلاع دے تاکہ آئندہ طباعت میں غلطی کو درست کیا جاسکے۔

مصنف رحمت اللہ ربانی

خطیب مسجد بلال اہلحدیث

الفیصل ٹاؤن بی بلاک غازی روڈ لاہور کینٹ نمبر ۱۳

www.KitaboSunnat.com





# مصنف کی دیگر کتب

رفع الیدین (مع آئین بالجہر)

راہ نجات

فرضیت فاتحہ

مکتبہ دارالرحمت

گلی نمبر 11 مکان نمبر 14 بی بلاک الفیصل ٹاون

غازی روڈ لاہور کینٹ

فون: 6670152